عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان
ماہنامہ
لولاک
ملتان
شمارہ ۹ جلد ۳۹/۱۱
رمضان ۱۴۲۸ھ
اکتوبر 2007ء

- چہل احادیث تلاوت قرآن اور متعدد سورتوں کے فضائل
- اعتکاف، فضائل و مسائل
- رمضان اور غزوۂ بدر
- خوفناک سازش
- مرزا قادیانی احادیث و واقعات کی روشنی میں

www.khatm-e-nubuwwat.com
E-mail: mahanamalolaak@yahoo.com

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ماہنامہ

لولاک

ملتان

شمارہ ۹ .... جلد ۱۱/۳۹

بیاد

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ
حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
حضرت مولانا عبدالرحمن میانویؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہؒ
حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ

مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مناظر اسلام مولانا لال حسین اخترؒ
فاتح قادیان حضرت مولانا محمد حیاتؒ
حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
شیخ الحدیث مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
حضرت مولانا محمد شریف بہاولپوریؒ
صاحبزادہ طارق محمودؒ

بانی: مجاہد ختم نبوۃ حضرت مولانا تاج محمود رحمۃ اللہ علیہ

زیر سرپرستی: خواجہ خواجگان حضرت مولانا خان محمد دامت برکاتہم

زیر سرپرستی: پیر طریقت حضرت مولانا شاہ نفیس الحسینی مدظلہ العالی

نگران اعلیٰ: حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نگران: حضرت مولانا اللہ وسایا

چیف ایڈیٹر: حضرت مولانا عزیز احمد

ایڈیٹر: صاحبزادہ حافظ مبشر محمود

سرکولیشن منیجر: رانا محمد طفیل جاوید

منیجر: قاری محمد حفیظ اللہ

کمپوزنگ: یوسف ہارون

مجلس منتظمہ

علامہ احمد میاں حمادی	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
مولانا بشیر احمد	حافظ محمد یوسف عثمانی
مولانا محمد اکرم طوفانی	حافظ محمد ثاقب
مولانا عزیز الرحمٰن ثانی	مولانا فقیر اللہ اختر
مولانا مفتی حفیظ الرحمٰن	مولانا محمد نذر عثمانی
مولانا قاضی احسان احمد	مولانا غلام حسین
مولانا محمد طیب فاروقی	مولانا محمد اسحاق ساقی
مولانا محمد قاسم رحمانی	مولانا غلام مصطفیٰ
مولانا عبدالستار حیدری	مولانا عبدالحکیم نعمانی
چوہدری محمد اقبال	مولانا محمد علی صدیقی
مولانا محمد حسین ناصر	مولانا عبدالرزاق

رابطہ: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ حضوری باغ روڈ ملتان
فون: ۴۵۱۴۱۲۲ فیکس: ۴۵۴۲۲۷۷

ناشر: عزیز احمد — مطبع: تشکیل نو پرنٹرز ملتان — مقام اشاعت: جامع مسجد ختم نبوۃ حضوری باغ روڈ ملتان

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

کلمۃ الیوم

حضرت مولانا شفیق الرحمن درخواستی کا سانحہ ارتحال	مولانا اللہ وسایا	3
سالانہ ردقادیانیت کورس		3

مقالات ومضامین

حضرت سیدنا علی المرتضیٰؓ	مولانا جلیل راغبی	5
چہل احادیث...تلاوت قرآن اور متعدد سورتوں کے فضائل	مولانا احمد سعید دہلویؒ	12
غزوہ بدر	مولانا عبدالرؤف داناپوری	17
مکہ اور مدینہ کے خلاف یہودی سازشیں	مولانا عبدالوحید قاسمی	27
تکبیر اور تعظیم شعائر کا مقدس دن......عید	مولانا سید محمد میاں	30
اعتکاف......فضائل ومسائل	مولانا مفتی مجیب الرحمن	33
حضرت زید بن ثابت انصاریؓ	عبداللہ فارانی	45
اولاد آدم علیہ السلام	محترمہ عائشہ صدیقی	48
رمضان اور معرکہ حق وباطل	مولانا محمد منصور احمد	51
متفرق......مگر اہم	مولانا محمد نذر عثمانی	52

ردقادیانیت

مرزا غلام احمد قادیانی احادیث وواقعات کی روشنی میں	مولانا محمد اسماعیل	41
چٹ پٹے، حقائق	حضرت علامہ طالوت	43

متفرقات

خوفناک سازش	الحاج اشتیاق احمد	54
جماعتی سرگرمیاں	ادارہ	55

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

کلمۃ الیوم!

حضرت مولانا شفیق الرحمٰن درخواستی کا سانحہ ارتحال!

حافظ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستیؒ کے نواسے اور مایہ ناز شاگرد حضرت مولانا شفیق الرحمٰن درخواستی ۲۴؍اگست ۲۰۰۷ء کو دل کا دورہ پڑنے سے انتقال کر گئے۔ انا ﷲ وانا الیہ راجعون! مولانا شفیق الرحمٰن درخواستیؒ نے اپنے بچپن سے جوانی تک کا پورا عرصہ اپنے نانا مولانا محمد عبداللہ درخواستیؒ کی سرپرستی میں گذارا۔ جامعہ مخزن العلوم عیدگاہ خان پور میں ابتدائی تعلیم سے لے کر دورہ حدیث شریف تک کی تکمیل کی۔ حضرت مولانا محمد ابراہیمؒ شیخ الحدیث، حضرت مولانا واحد بخشؒ صدر مدرس، حضرت مولانا منظور احمد نعمانی اور دیگر نابغہ روزگار شخصیات سے انہوں نے شرف تلمذ حاصل کیا۔ فراغت کے بعد اپنے مادر علمی مخزن العلوم میں مدرس مقرر ہوگئے۔ خداداد صلاحیتوں کی بنیاد پر کامیاب اساتذہ کی صف میں آپ کا شمار ہونے لگا۔ اسلامی مشن بہاولپور میں چند سال رہے۔ پھر جامع عبداللہ بن مسعود کے نام سے خان پور میں اپنا ادارہ قائم کیا۔ اس میں مہتمم، شیخ الحدیث اور مفسر کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ بہت اچھے خطیب تھے۔ ان کی خطابت میں تدریس کی شان نمایاں ہوتی تھی۔ بھرپور اور ثقہ معلومات سے سامعین کو نوازتے۔ ابتداء خطابت میں حضرت مولانا سید عبدالمجید ندیم شاہ صاحب کے انداز ترنم کی جھلک ہوتی تھی۔ حافظ الحدیث حضرت درخواستیؒ کے وصال کے بعد ان کے انداز خطابت کو اپنایا اور بہت حد تک اس میں کامیابی بھی حاصل کی۔ ابتداء میں مجلس تحفظ حقوق اہل سنت سے تعلق رکھا۔ پھر مجلس علماء اہل سنت میں شامل ہوگئے۔ آج کل اس کے امیر تھے۔ جمعیت علماء اسلام میں شامل رہے۔ آج کل ایک دھڑا کے مرکزی سرپرست تھے۔ غرض مذہبی وسیاسی نوعیت سے جس جماعت میں رہے نمایاں رہے۔ متعدد کتابوں کے مصنف تھے۔ آپ کے شاگردوں کا وسیع حلقہ ہے۔ خدا لگتی یہ ہے کہ وہ اس وقت جامعہ عبداللہ بن مسعود کی پہچان تھے۔ جس دن انتقال ہوا نماز عصر کی تیاری کر کے وردو اوراد میں مشغول تھے۔ اچانک دل کا دورہ پڑا اور جان کی بازی ہار گئے۔ اگلے روز ساڑھے دس بجے آپ کے صاحبزادہ مولانا حماد اللہ درخواستی کی امامت میں جنازہ ہوا اور دین پور شریف کے قبرستان میں آسودہ خاک ہوئے۔ حق تعالیٰ ان کی بال بال مغفرت فرمائیں اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق رفیق ہو۔ آمین ثم آمین! عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت مرحوم کے خاندان ومدرسہ کے جملہ حضرات کے اس اچانک غم میں برابر کی شریک ہے۔ حق تعالیٰ ان سب کے حامی وناصر ہوں۔ آمین!

سالانہ ردقادیانیت وعیسائیت کورس

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیراہتمام مرکزی سالانہ ردقادیانیت وعیسائیت کورس مدرسہ عربیہ ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر میں ۱۸؍اگست ۲۰۰۷ء مطابق ۴؍شعبان ۱۴۲۸ھ بروز ہفتہ صبح آٹھ بجے شروع ہوکر

۱۰ر ستمبر ۲۰۰۷ء بمطابق ۲۷ر شعبان ۱۴۲۸ھ بروز پیر صبح گیارہ بجے بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا مفتی محمد انور اوکاڑوی، مولانا غلام مرتضیٰ، مولانا سجاد الٰہی، مولانا قاضی احسان احمد، مولانا محمد اکرم طوفانی، مولانا راشد مدنی، جناب محمد متین خالد، مولانا عبدالرحمٰن شاہ جمالی، مولانا محمد قاسم رحمانی، مولانا غلام مصطفیٰ، الحاج اشتیاق احمد اور دیگر حضرات نے مختلف اوقات میں اسباق پڑھائے۔ حضرت مولانا سعید احمد جلال پوری کراچی، حضرت مولانا مفتی خالد محمود کراچی، مولانا اسامہ رضوان سرگودھا، حضرت مولانا شاہ محمد صاحب لاہور، حضرت مولانا محمد حسن صدر مدرس جامعہ مدنیہ جدید لاہور۔ مولانا قاری جمیل الرحمٰن اختر بدین، جناب خالد سلہری لاہور، مولانا قاری محمد ابراہیم فیصل آباد، مولانا محمد اعجاز، مولانا قاری محمد یعقوب، مولانا محمد وقاص فیصل آباد، صاحبزادہ حافظ مبشر محمود، مولانا غلام حسین، مولانا ظہور احمد، مولانا عبدالستار حیدری مختلف مواقع پر تشریف لائے اپنے خطابات سے سرفراز فرمایا۔ مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، مولانا عبدالرشید، جناب حاجی محمد طفیل جاوید، عزیز الرحمٰن رحمانی نے داخلہ، حاضری، امتحان سندات کی تیاری اور دیگر امور کی نگرانی کی۔ جناب غلام یٰسین، قاری عبید الرحمٰن، قاری عبدالرحمٰن، قاری محمد رمضان، قاری محمد اختر نے خورد و نوش و رہائش وغیرہ کے امور کو سنبھالا۔ تقریری مقابلہ کے لئے بطور خاص دیگر اساتذہ کے علاوہ مولانا فقیر اللہ اختر تشریف لائے۔ چاروں صوبوں آزاد قبائل، آزاد کشمیر کے مختلف مدارس، یونیورسٹیز و کالجز کے دو اکسٹھ (۲۶۱) طلباء نے داخلہ لیا۔

دو سو انچاس طلباء شریک امتحان ہوئے۔ آخری درس عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم اعلیٰ حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری نے دیا۔ آخری خطاب وہدایات پند و نصائح، حضرت مولانا صاحبزادہ عزیز احمد مدظلہ نے ارشاد فرمائیں۔ تقسیم اسناد کی تقریب میں جمیعت علمائے پاکستان کے رہنما مولانا مسعود احمد سروری اور مجلس احرار اسلام کے قاری اللہ یار ارشد نے بھی شرکت کی۔ اختتامی تقریب اسناد میں شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی نے اپنے مبارک ہاتھوں سے طلباء کرام کو اسناد دیں اور اپنی ایمان پرور دعاؤں سے طلباء کو رخصت فرمایا۔

صاحبزادہ طارق محمودؒ کی یاد میں تعزیتی اجلاس

ماہنامہ لولاک کے ایڈیٹر جناب صاحبزادہ طارق محمودؒ کی یاد میں آپ کی نئی تعمیر کردہ مسجد محمود فیصل آباد میں ۹ر ستمبر کو بعد از ظہر تعزیتی اجلاس منعقد ہوا۔ صدارت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم اعلیٰ حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری نے کی۔ افتتاحی خطاب خطیب شہر مولانا محمد اشرف ہمدانی اور افتتاحی دعا مولانا صاحبزادہ عزیز احمد صاحب نے کرائی۔ اجلاس میں تاجر رہنما شیخ بشیر احمد، ریٹائرڈ جسٹس احمد سعید اعوان، جناب رانا فضل احمد خان، جناب نصیر احمد آزاد، مولانا صاحبزادہ زاہد محمود قاسمی، مولانا ضیاء الدین آزاد، مولانا محمد رفیق جامی، مولانا محمد صابر سرہندی، جناب اقبال پرویز، جناب محمد شفیق، سید طاہر شاہ، مولانا غلام مرتضیٰ، ملک محمد اسلم سمیت دیگر بیسیوں مہمانوں نے شرکت کی۔ شاندار روح پرور اجتماع منعقد ہوا۔ حق تعالیٰ صاحبزادہ مرحوم کے صاحبزادگان جناب مبشر محمود، جناب شاہد محمود، جناب فہد محمود کو اپنے باپ کا صحیح معنوں میں جانشین فرمائیں۔ آمین!

حضرت سیدنا علی المرتضیٰؓ!

مولانا جلیل راغبی

علیؓ بن ابی طالب بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرۃ ابن کعب بن لوی القریشی الہاشمی۔ (اسد الغابہ ج۴ص۱۶)

آپ کے والد ماجد کا نام عبد مناف اور کنیت ابو طالب ہے۔ بعض مؤرخین نے کنیت ہی کو نام لکھا ہے۔ ابو طالب زندگی کے آخری لمحہ تک اسلام کے معاون اور سرور عالم ﷺ کے زبردست پشت پناہ رہے ہیں۔ آپ جناب رسول کریم ﷺ کے چچا تھے اور عبدالمطلب کے بعد آنحضرت ﷺ کی کفالت آپ ہی نے کی۔

ابتداء اسلام کا واقعہ ہے ایک دن جناب رسول کریم ﷺ اور حضرت علیؓ گوشہ تنہائی میں نماز پڑھ رہے تھے۔ اتفاقاً ابو طالب وہاں پہنچ گئے۔ دونوں حضرات نماز سے فارغ ہوئے تو انہوں نے دریافت کیا۔ تم لوگ یہ کیا کررہے تھے؟۔ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا مجھے خداوند قدس نے رسول بنا کر بھیجا ہے۔ کفروالحاد و بت پرستی سے منع کیا ہے اور اپنی خاص عبادت فرض کی ہے۔ جس کو اسی طریقہ سے ادا کیا جاتا ہے۔ میں آپ سے بھی اس فرمان خداوندی کی پیروی کی درخواست کرتا ہوں اور آپ ہی اس کے اولین مستحق ہیں۔ ابو طالب نے جواب دیا اے عزیز! میں اپنے آبائی دین کو چھوڑ نہیں سکتا۔ لیکن تم اپنا کام اطمینان سے کرو۔ میں تمہاری ہر طرح سے امداد و حفاظت کروں گا۔ پھر وہ اپنے بیٹے حضرت علیؓ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمانے لگے بیٹا! محمد ﷺ ہرگز تمہاری بدخواہی نہیں کرسکتے۔ یہ جو کچھ کہیں اس کو سرآنکھوں پر لو اور اس پر عمل کرو۔ (تاریخ الکامل لابن الاثیر ج۲ص۲۰)

اس یقین دہانی کے بعد ابو طالب نے ہر موقعہ پر اس کا عملی ثبوت دیا ہے۔ کفار عرب نے دعوت توحید کو روکنے کی ہر ممکن کوشش کی۔ بارہا خود ابو طالب سے جناب رسول کریم ﷺ کی شکایت کی اور آخر میں تو آپ کو جان سے مار ڈالنے کی ٹھان لی تھی۔ مگر ہر بار ابو طالب آڑے آئے اور ہر طرح سے آپ کی حفاظت اور معاونت کی۔

ابو طالب کی اولاد حسب ذیل تھی۔ چار لڑکے اور ایک لڑکی۔ جعفرؓ، طالب، عقیلؓ، علیؓ، ام ہانیؓ ان کا نام بعض نے فاختہ لکھا ہے۔ ان میں طالب کے سوا سب مشرب بہ اسلام ہوئے ہیں۔ طالب جنگ بدر میں مشرکین کے ساتھ تھا۔ راستہ میں کسی قریشی سے اس کا جھگڑا ہوگیا۔ قریشی نے کہا ہم خوب جانتے ہیں کہ تم بنی ہاشم اگرچہ ہمارے ساتھ ہوکر لڑنے آئے ہو۔ مگر دل سے تم محمد ﷺ کے ساتھ ہو۔ طالب یہ سن کر بگڑ گیا اور مشرکین سے علیحدہ ہوکر مکہ واپس آگیا۔ ابن کلبی کہتے ہیں کہ طالب ابن ابی طالب جبراً مشرکین کے ساتھ بدر گیا تھا۔ مگر نہ قیدیوں میں اس کا پتہ چلا اور نہ مقتولین میں اور اپنے گھر بھی واپس نہیں پلٹا۔ یہ شاعر بھی تھا۔ (ابن الاثیر ج۲ص۲۰)

آپ کی والدہ کا نام فاطمہ بنت اسد بن ہاشم بن عبد مناف ہے۔ مشرف بہ اسلام ہوئیں اور جناب رسول کریم ﷺ کے ساتھ ہجرت فرمائی اور رجب میں ان کا انتقال ہوا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اپنی قمیص مبارک سے ان کی تکفین فرمائی۔ ان کی قبر کھودنے کے لئے جناب رسول کریم ﷺ نے حضرت اسامہ بن زیدؓ، حضرت ابوایوب

انصاریؓ اور حضرت عمر بن الخطابؓ اور ایک دوسرے صاحب کو مامور فرمایا تھا۔ آخر میں آپ ﷺ نے بھی شرکت فرمائی اور پھر آپ ﷺ قبر میں لیٹ گئے اور یہ دعاء فرمانے لگے: ''خدا کی ذات جو جلاتی ہے اور مارتی ہے وہ زندہ ہے۔ اس کو موت نہیں خداوند! فاطمہؓ بنت اسد کی مغفرت فرما دیجئے۔ آپ ان کو دلیل حق تلقین فرما دیجئے۔ اپنے نبی محمد ﷺ کے وسیلہ سے اور ان انبیاء سابقین کے وسیلہ سے ان کی قرارگاہ میں وسعت پیدا کر دیجئے۔ آپ نہایت رحم کرنے والے ہیں۔''

یہ دیکھ کر صحابہ کرامؓ نے دریافت کیا کہ: ''آج آپ کو ہم نے ایسا کام کرتے دیکھا جو آپ نے ان سے پہلے کسی کی وجہ سے نہیں کیا تھا۔''

آپ ﷺ نے فرمایا کہ: میں نے اپنی قمیص اس لئے پہنائی تاکہ اس کی برکت سے جناب باری تعالیٰ ان کو جنت کا لباس پہنائے اور ان کی قبر میں اضطجاع اس لئے کیا تاکہ ضغطۃ القبر (قبر کی تنگی) میں تخفیف ہو اور ان ساری باتوں کی وجہ یہ ہے کہ یہ چچا ابوطالب کے بعد میرے ساتھ خدا کی مخلوق میں سب سے اچھا سلوک کرنے والی تھیں۔ (مناقب امیر المؤمنین ص۱۲،۱۳)

ولادت: حضرت علیؓ کی ولادت یوم جمعہ تیرہ رجب المرجب عام الفیل کے تیس سال بعد، ہجرت نبویہ کے تیئس سال اور بعثت الرسول کے دس سال قبل ہوئی ہے۔ تاریخ آل امجاد کے مصنف پیدائش کے متعلق لکھتے ہیں کہ: ''روز جمعہ سیزدہم ماہ رجب بست وسہ سال ۲۳ قبل از ہجرت بعہد سلطنت شہریار در وسط خانہ کعبہ مکانیکہ سنگ سرخ است وآں را خانہ حمراء گویند از عالم ارواح بعالم اشباح خرامید۔''

مؤرخین لکھتے ہیں کہ جب آپ کی والدہ کو درد زہ لاحق ہوا تو وہ بہت زیادہ پریشان ہوئیں۔ ابوطالب نے انہیں لا کر خانہ کعبہ میں داخل کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد ایک حسین وجمیل لڑکا پیدا ہوا۔ ماں نے لڑکے کا نام حیدرۃ رکھا۔ حیدرۃ ان کے والد اسد کا نام بھی تھا۔ مگر باپ نے اس لڑکے کا نام علی تجویز کیا اور کہا: ''میں نے اس کا نام علی تجویز کیا ہے تاکہ سربلندی کی عزت وافتخار اس کو ہمیشہ ہمیشہ حاصل رہے۔''

وہ ذات مکرم جس کو آگے چل کر مدینۃ العلم کا دروازہ اور مشارق ومغارب کا امام بننا تھا۔ اس کی تربیت ونگہداشت کے لئے قدرت نے وہ ہاتھ تجویز کئے جن پر طہارت ونظافت تمام ہوگئی۔ یعنی پرورش اور اخلاقی تربیت کی ذمہ داری سرور عالم کے سپرد کی گئی۔

''(باری تعالیٰ کے انعامات حضرت علی کرم اللہ وجہہ پر بہت ہیں) ان میں سے ایک یہ بھی بہت بڑا احسان ہے کہ انہوں نے آغوش نبوت میں پرورش پائی۔''

واقعہ یوں ہوا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ ابھی کم سن تھے کہ ایک سال عرب میں سخت قحط پڑا۔ حضرت ابوطالب کثیر العیال تھے۔ جناب رسول کریم ﷺ نے عم مکرم حضرت عباسؓ سے فرمایا۔ چچا ابوطالب کثیر العیال ہیں اور لوگوں پر قحط کی جو مصیبت ٹوٹی ہے وہ آپ دیکھ رہے ہیں۔ ایسی حالت میں چچا ابوطالب جیسے کثیر العیال آدمی کے لئے اپنی ذمہ داری کو نبھانا اور جملہ ضروریات کو پورا کرنا انتہائی مشکل مرحلہ ہے۔ چلئے ان کے پاس چلیں اور ان کے

گھرانے کے کچھ لوگ ہم لے آئیں۔ تاکہ ان کی ذمہ داری میں قدرے تخفیف ہو جائے۔ دونوں حضرات گئے اور ابوطالب سے اپنی آمد کا منشاء بیان کیا۔ ابوطالب نے کہا طالب اور عقیل کو میرے پاس رہنے دو۔ ان کے علاوہ جس بچہ کو چاہو لے جاسکتے ہو۔ چنانچہ حضرت عباسؓ حضرت جعفرؓ کو اور جناب رسول کریم ﷺ حضرت علیؓ کو اپنی اپنی کفالت میں لے آئے اور اس طرح قدرت نے حضرت علیؓ کو سرور عالم ﷺ کی آغوش نبوت میں پرورش پانے کی عزت وتکرمت حاصل ہونے کی صورت فراہم کردی۔ (تاریخ الکامل لابن الاثیر ج۲ ص۲۰)

قبول اسلام

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی عمر کا دسواں سال تھا کہ جناب رسول کریم ﷺ منصب نبوت پر فائز ہوئے۔

ایک دن جناب رسول کریم ﷺ اپنی رفیقہ حیات حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ کو لے کر بارگاہ رب العزت میں سربسجود تھے۔ اتفاق سے حضرت علیؓ وہاں پہنچ گئے۔ دونوں حضرات کی مخصوص حرکات وسکنات دیکھ کر وہ ششدر رہ گئے۔ فراغت کے بعد آنحضرت ﷺ سے دریافت کیا آپ دونوں یہ کیا کر رہے تھے؟۔ حضور ﷺ نے فرمایا ہم خدائے واحد کی عبادت کر رہے تھے اور تمہیں بھی اس کی عبادت کی دعوت دیتے ہیں اور لات وعزیٰ کی پرستش سے روکتے ہیں۔ حضرت علیؓ نے عرض کیا، ایسی بات تو میں نے آج ہی سنی۔ اس لئے میں والد محترم ابوطالب سے مشورہ کئے بغیر اس بارہ میں کوئی قطعی فیصلہ نہیں کرسکتا۔ چونکہ اسلام کا معاملہ ابھی تک اک راز سربستہ تھا۔ اس لئے اس کا افشاء اور حضرت ابوطالب سے اس کا تذکرہ آپ ﷺ نے خلاف مصلحت سمجھ کر حضرت علیؓ کو روک دیا اور فرمایا کہ اس کا تذکرہ کسی سے کئے بغیر تم خود ہی سوچ لو۔ حضرت علیؓ خاموش واپس ہوگئے۔ مگر دکھائی نہ دینے والے ہاتھ میں دل آچکا تھا اور اب ان معصوم تمناؤں کے ساتھ صرف اسلام اور داعی اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے بھی جگہ تھی۔ دوسری دن صبح خدمت رسالت میں حاضر ہوکر عرض کیا کل آپ ﷺ مجھ سے کیا فرمارہے تھے؟۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تم یہ گواہی دو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ یکتا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور لات عزیٰ کی تکفیر کرو اور خدا کا شریک ٹھہرانے سے باز رہو۔“

حضرت علیؓ کے دل وزبان نے اس کی شہادت دی اور اسی وقت حلقہ بگوش اسلام ہوگئے۔ اس میں اختلاف ہے کہ مسلمان ہونے کے وقت حضرت علیؓ کی عمر کتنی تھی۔ حضرت مجاہد فرماتے ہیں: ”اسلم علی وهو ابن عشر سنين“ حضرت ابن عمر فرماتے ہیں: ”اسلم علی وهو ابن ثلاث عشر“ ابن عبدالبر کہتے ہیں: ”هذا اصح ماقيل فی ذلك“ اسی طرح پندرہ، اٹھارہ، سات، آٹھ کی بھی روایت ہے۔ مگر قرائن کے پیش نظر دس سال کا قول صحیح معلوم ہوتا ہے۔ آپ نے بہت دنوں تک اپنا اسلام مخفی رکھا اور چھپ چھپ کے جناب رسول کریم ﷺ کے ساتھ خدا کی عبادت کرتے رہے۔ صاحب مناقب لکھتے ہیں کہ:

”آنحضور ﷺ کے عام اعلان سے قبل جب نماز کا ارادہ فرماتے تو پوشیدہ پوشیدہ مکہ مکرمہ کی قریبی گھاٹیوں کی طرف تشریف لے جاتے اور حضرت علیؓ کو ہمراہ لے لیتے۔ دونوں حضرات وہاں فریضہ ادا کرتے اور اداء فریضہ کے بعد واپس لوٹ آتے۔“

علامہ ابن الاثیر نے لکھا ہے کہ:''جب آپ ﷺ نماز پڑھنے کا ارادہ فرماتے تو آپ ﷺ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ مکہ مکرمہ کی گھاٹیوں کی طرف تشریف لے جاتے اور نماز پڑھ کر واپس آ جاتے۔''

کنیت: حضرت علیؓ کی تین کنیتیں ہیں۔ابوالحسن،ابوتراب،ابوالسبطین۔ابوالحسن کی وجہ کنیت ظاہر ہے۔ ابوالسبطین ان کو اس لئے کہا جاتا تھا کہ سبط ولد الولد یعنی پوتے یا نواسے کو کہتے ہیں۔چونکہ حضرات حسنینؓ جناب رسول کریم ﷺ کے نواسے تھے۔اسی مناسبت سے حضرت علیؓ کو ابوالسبطین کہا جاتا ہے۔ابوتراب کی وجہ کنیت کے بارے میں امام بخاریؒ نے صحیح بخاری شریف''کتاب الادب''میں حضرت سہل بن سعد کے طریق سے یہ روایت نقل کی ہے۔

''حضرت علیؓ کو اپنا نام ابوتراب سب سے زیادہ پسند تھا اور اس نام کے ساتھ بلائے جانے سے آپ بے حد خوش ہوتے۔آپ کا ابوتراب جناب نبی کریم ﷺ ہی نے رکھا تھا۔ایک روز حضرت علیؓ حضرت فاطمہؓ سے ناراض ہوکر گھر سے نکل گئے اور جا کر مسجد کی دیوار کے قریب لیٹ گئے۔آنحضرت ﷺ ان کو تلاش کرتے ہوئے وہاں پہنچے۔کسی نے بتایا وہ دیوار کے قریب لیٹے ہوئے ہیں۔حضور ﷺ وہاں پہنچے تو دیکھا ان کی پشت پر مٹی لگ رہی ہے۔ آپ ان کی پشت سے مٹی جھاڑتے جاتے تھے اور یہ فرماتے جاتے تھے ابوتراب اٹھ جاؤ۔اسی وقت سے آپ ''ابوتراب''سے کنی ہوگئے۔''

ہجرت: غار حرا سے دعوت حق کا آغاز ہونا ہی تھا کہ اس کے جواب میں ام القریٰ کی فضا تلوار کی جھنکاروں سے گونج اٹھی۔کفار عرب،حق کے پرستاروں پر ظلم وستم کے پہاڑ ڈھانے لگے۔چمن توحید کی نوخیز کلیوں کو جلا کر پھونک دینے کے لئے تین سو ساٹھ دیوتاؤں کے پجاری فضائے عرب پر مصائب وآلام کے قیامت خیز شعلے برسانے لگے۔یہ عالم اتنا پرآشوب تھا کہ فرزندان توحید کے لئے مکہ کی فضاء میں اطمینان وسکون سے سانس تک لینا مشکل ہوگیا۔ان کے لئے اپنی جان اور دین حق کی حفاظت کی خاطر اس کے سوا کوئی چارہ نہ تھا کہ وہ مادر وطن مکہ مکرمہ کو الوداع کہہ دیں اور اپنے لئے کوئی دوسری دنیا آباد کرلیں۔

فرمان خداوندی کے مطابق دربار رسالت ﷺ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کا حکم صادر ہوا اور مسلمان یکے بعد دیگرے مدینہ پہنچنے لگے۔مگر رسالت مآب ﷺ کو اپنے لئے مخصوص حکم خداوندی کا مزید انتظار تھا۔بالآخر آپ کے انتظار کی گھڑیاں بھی ختم ہوگئیں اور وحی الٰہی کے مطابق آپ ﷺ نے بھی مدینہ منورہ کا عزم فرمالیا۔ ہجرت کی رات آپ ﷺ کا بستر مبارک قتل گاہ سے کچھ کم نہ تھا۔تمام کفار قریش آپ ﷺ کو قتل کردینے پر تلے ہوئے تھے اور اسی غرض سے اس رات آستانہ نبویؐ کا محاصرہ کر رکھا تھا۔آپ ﷺ نے حضرت علیؓ کو بلایا اور فرمایا''مجھے ہجرت کا حکم ہو چکا ہے۔میں آج مدینہ کے لئے روانہ ہو جاؤں گا۔تم میرے پلنگ پر میری چادر اوڑھ کر سو رہو۔صبح اٹھ کر میرے پاس لوگوں کی جو امانتیں ہیں ان کو واپس دے آنا۔''

حضرت علیؓ کو معلوم ہو چکا تھا کہ تمام قبائل عرب نے سردار عالم ﷺ کو جان سے مار ڈالنے کی ٹھان لی ہے اور آج کی رات خواب گاہ رسول ﷺ قتل گاہ بنی ہوئی ہے۔لیکن فاتح خیبر کے لئے آج قتل گاہ بھی فرش گل ویاسمن

تھی۔ خوشی خوشی فرمان نبوی کی تعمیل کی اور موت کو زیست پر ترجیح دے کر آنحضرت ﷺ کے بستر خواب پر لیٹ گئے۔ کفار قریش نے آپ ﷺ کے مکان کا محاصرہ کر ہی رکھا تھا۔ جب رات زیادہ گزر گئی تو قدرت نے ان پر غفلت طاری کر دی اور آنحضرت ﷺ حضرت علیؓ کو اپنے بسترے پر سوتا چھوڑ کر باہر نکل آئے اور مادر وطن مکہ کو الوداع کہتے اور خانہ کعبہ پر آخری نظر ڈالتے ہوئے حضرت صدیق اکبرؓ کی معیت میں مدینہ منورہ کے لئے روانہ ہو گئے۔

صبح جب کفار قریش کی آنکھیں کھلیں تو دیکھا بستر محمد (ﷺ) پر حضرت علیؓ سو رہے ہیں۔ یہ دیکھ کر ان کو بہت غصہ آیا۔ حضرت علیؓ کو پکڑ کر خانہ کعبہ لے گئے اور تھوڑی دیر محبوس رکھ کر چھوڑ دیا۔ پھر آنحضرت ﷺ کو ڈھونڈنے کے لئے عرب کے کوہ و دشت میں بکھر گئے۔

حضرت علیؓ نے آپ کی ساری امانتیں ادا کیں اور ہجرت کے تین دن بعد مدینہ منورہ کے لئے روانہ ہو گئے۔ آنحضرت ﷺ نے مکہ مکرمہ سے روانہ ہو کر غار ثور کے پرخطر مراحل سے گزرتے ہوئے قبا میں قیام فرمایا تھا۔ حضرت علیؓ بھی یہیں آکر آپ ﷺ سے ملے اور کلثوم بن الہدم کے مکان پر آپ ﷺ کے ساتھ ٹھہرے۔

جب حضرت علیؓ کی قبا پہنچنے کی اطلاع آپ ﷺ کو ملی تو آپ ﷺ نے فرمایا ان کو میرے پاس بلا لو۔ لوگوں نے عرض کیا کہ سفر کی تھکان کی وجہ سے وہ آنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ یہ سن کر آپ ﷺ خود اٹھے اور حضرت علیؓ سے ملے۔ معانقہ فرمایا دیکھا سفر کی مشقت سے ان کے پیر سوج گئے ہیں اور سوجے ہوئے پیروں سے خون نکل رہا ہے۔ آپ ﷺ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ آپ ﷺ نے اپنا لعاب مبارک حضرت علیؓ کے پیروں میں لگایا اور دعائے عافیت فرمائی۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ میرے پیروں میں پھر کبھی شکایت محسوس نہیں ہوئی۔

قبا میں حضرت علیؓ کا قیام ایک رات یا دو رات رہا ہے۔ آپ قبا میں اپنے زمانہ قیام کا ایک واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ قبا میں ایک مسلمان عورت تھی جس کا شوہر نہ تھا۔ میں نے دیکھا کہ ایک شخص آدھی رات میں آکر اس کا دروازہ کھٹکھٹاتا ہے۔ وہ عورت باہر آجاتی ہے اور وہ شخص اس عورت کو کوئی چیز جو وہ ساتھ لاتا ہے دے دیتا ہے۔ میرے دل میں اس کی طرف سے شبہ ہوا۔ میں نے اس سے پوچھا اے اللہ کی بندی! یہ کون شخص ہے جو روزانہ آکر تمہارا دروازہ کھٹکھٹاتا ہے اور تم باہر جاتی ہو اور وہ کچھ تم کو دے دیتا ہے۔ میں نہیں جانتا کہ وہ کون ہیں، تم مسلمان ہو، تمہارا شوہر ہے یا نہیں؟۔ اس نے جواب دیا یہ سہیل بن حنیف ہیں۔ یہ جانتے ہیں کہ میرا کوئی نہیں ہے یہ رات میں اپنی قوم کے بتکدہ میں جاتے ہیں اور ان کو توڑ کر مجھے لا دیتے ہیں۔ تاکہ میں ایندھن کی طرح ان کو جلاؤں۔

قبا میں جناب رسول کریم ﷺ کا داخلہ اکثر مؤرخین کی رائے کے موافق ۸ ربیع الاول ۱۳ھ نبوی مطابق ۲۰ ستمبر ۶۲۲ء میں ہوا اور ۱۴ دن قیام فرمایا۔ اس اثناء میں آپ ﷺ نے مسجد قبا کی بنیاد ڈالی۔ سرزمین مدینہ کی تاریخ میں یہ پہلا گھر تھا۔ جس کو خدائے واحد کی عبادت کے لئے دست رسالت ﷺ نے تعمیر کیا تھا۔ حق سبحانہ نے قرآن کریم میں اس کا تذکرہ یوں فرمایا:

''وہ مسجد جس کی بنیاد پہلے ہی دن پرہیزگاری پر رکھی گئی ہے۔ وہ اس بات کی زیادہ مستحق ہے کہ تم اس میں کھڑے ہو۔ اس میں ایسے لوگ ہیں جن کو صفائی زیادہ پسند ہے اور خدا صاف رہنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔''

مسجد نبویؐ کی تعمیر میں شرکت

پھر آنحضرت ﷺ قبا سے مدینہ منورہ کے لئے روانہ ہوئے۔ محبوب رب العالمین جس کو اس کے وطن والوں نے بے سروسامان اور بے یارومددگار جلاوطن کر دیا تھا۔ مدینہ میں اس شان سے داخل ہوتا ہے کہ قبا سے مدینہ تک اطراف وجوانب سے آنے والے عقیدت مندوں کی دورویہ صفیں کھڑی تھیں اور مدینہ منورہ کی بچیاں سرور دو عالم کے ورود مسعود پر خوشی کے ترانے گا رہی تھیں۔

مدینہ منورہ میں آپ ﷺ نے حضرت ایوب انصاریؓ کے گھر میں قیام فرمایا۔ یہاں آپ ﷺ کا قیام سات مہینے تک رہا۔ اس مدت میں مسجد نبویؐ کی تعمیر شروع ہوئی۔ مسجد کی تعمیر میں حضرت علیؓ بھی دوسرے صحابہؓ کے ساتھ ایک عام مزدور کے لباس میں تھے۔

شرف مؤاخاۃ: مہاجرین رضوان اللہ علیہم اجمعین مدینہ منورہ میں بالکل بے سروسامانی کی حالت میں پہنچے تھے۔ گو ان میں بہت سے حضرات صاحب ثروت بھی تھے۔ مگر کفار قریش کے ظلم وتشدد کے مارے بالکل تہی داماں گھر سے نکلے تھے۔ ساتھ ہی ان کو یہ بھی گوارا نہ تھا کہ وہ ہمیشہ دوسروں کے دست نگر رہیں۔ اس لئے جناب رسول کریم ﷺ نے ان کے لئے ایک ایسا انتظام فرمایا جس سے وہ تھوڑے ہی دنوں میں اپنی ضروریات کو خود سنبھالنے کے قابل ہو گئے۔ یعنی مہاجرین اور انصار کے درمیان دینی برادری قائم کر دی۔ اس طرح کہ ایک مہاجر اور ایک انصار کو ملا کر آپس میں بھائی بھائی اور ضروریات زندگی میں مہاجر کو انصار کا شریک کر دیا۔ حضرت ابوبکرؓ کا رشتہ اخوت حضرت خارجہ بن زید انصاریؓ سے قائم ہوا۔ حضرت عمرؓ، عتبان بن مالک انصاریؓ کے حصہ میں آئے۔ حضرت عثمانؓ، حضرت اوس بن ثابت انصاریؓ کے دینی بھائی قرار دیئے گئے اور اس طرح پینتالیس نفوس پر مشتمل مہاجرین کی یہ جماعت جاں نثار انصار کے گھروں میں بٹ گئی۔ مگر حضرت علیؓ کا رشتہ اخوت کسی انصار سے قائم نہیں ہوا تھا۔ انہوں نے خدمت رسالتؐ میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میری مواخات آپ ﷺ نے کسی سے نہیں کرائی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ: ”تم تو دنیا وآخرت میں میرے بھائی ہو۔“

شرف مصاہرت: حضرت فاطمہ زہراؓ، آنحضرت ﷺ کی سب سے چھوٹی صاحبزادی، حضرت خدیجہ الکبریٰؓ کے بطن سے تھیں۔ نبوت سے پانچ سال قبل جب کہ قریش خانہ کعبہ کی تعمیر کر رہے تھے۔ ان کی پیدائش ہوئی۔ صاحب مدارج النبوۃ لکھتے ہیں کہ:

”ولادت فاطمہ زہراؓ، بقول صحیح از نبوت است بہ پنج سال وقتیکہ قریش بنائے بیت کردند“

ہجرت کے دوسرے سال حضرت فاطمہ زہراؓ اپنی عمر کے اٹھارویں سال میں تھیں کہ حضرت علیؓ نے ان سے نکاح کا خطبہ بارگاہ رسالت ﷺ میں پیش کیا۔ آپ ﷺ نے حضرت فاطمہ زہراؓ کی مرضی دریافت کی۔ انہوں نے خاموشی سے اپنی رضامندی کا اظہار کیا۔ پھر آپ ﷺ نے حضرت علیؓ سے دریافت کیا کہ تمہارے پاس مہر میں دینے کے لئے کیا ہے؟۔ بولے کچھ نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اور وہ حطمی زرہ کیا ہوئی؟۔ عرض کیا وہ تو موجود ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا بس وہ کافی ہے۔

(بعض روایت میں ہے کہ جب آپ نے حضرت علیؓ سے مہر کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے جواب دیا کہ جی ہاں ایک گھوڑا اور ایک زرہ ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ گھوڑا تمہارے لئے ضروری ہے۔ البتہ زرہ کو فروخت کردو۔ حضرت علیؓ نے زرہ کو چار سو اسی درہم میں فروخت کر کے کل رقم آپ کی خدمت میں پیش کر دی۔)

حضرت علیؓ نے اس زرہ کو تقریباً ساڑھے چار سو درہم میں فروخت کیا۔ جس کی مجموعی رقم ۱۷۱ تولہ چاندی سے کچھ زائد ہوتی ہے اور اس معمولی رقم کی مہر کے بدلے میں سرور دو عالم ﷺ نے رمضان المبارک ۲ ہجری میں حضرت علیؓ سے اپنی پیاری صاحبزادی کا نکاح پڑھ دیا۔

(اس میں مؤرخین کا اختلاف ہے کہ حضرت علیؓ سے فاطمہ زہرا کا نکاح کس مہینہ میں ہوا۔ طبریؒ نے صفر کا مہینہ لکھا ہے۔ بعض ذیقعدہ کا مہینہ لکھتے ہیں۔ صاحب مدارج النبوۃ نے اصح قول لکھا ہے کہ ’’تزویج کرد اور العلی مرتضیٰ درسنہ ثانیہ الحجرۃ وشہر رمضان المبارک وبناء‘‘)

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ جب آپ ﷺ کو حضرت فاطمہؓ کا نکاح حضرت علیؓ سے کرنے کا خیال ہوا تو مجھ سے فرمایا کہ مجھے جبرائیل نے باری تعالیٰ کا یہ فرمان پہنچایا ہے کہ میں علیؓ سے فاطمہؓ کی شادی کردوں تم جاؤ اور لوگوں کو بلالاؤ میں نے فوراً تعمیل حکم کی۔ صحابہؓ کرجمع ہوگئے۔ آپ ﷺ نے اس مجلس میں حضرت علیؓ سے فاطمہؓ کا نکاح پڑھ دیا۔ نکاح کے بعد آپ ﷺ نے ایک طویل خطبہ پڑھا۔ جس میں خدا کی حمد وثناء کے بعد حضرت علیؓ وفاطمہ ﷺ کے ازدواجی تعلق کے استواری اور آپس میں میل ملاپ اور پیار ومحبت کی دعا فرمائی۔ صاحب مدارج النبوت لکھتے ہیں کہ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے اس مجلس میں کھجوریں بھی بکھیری ہیں اور اسی لئے فقہاء نے شادی کے موقعہ پر کھجوریں بکھیرنے کو مستحب کہا ہے۔

غزوہ بدر کے بعد ۲ھ ذی الحجہ کے مہینے میں حضرت فاطمۃ الزہراؓ کی رخصتی ہوئی اور حضرت مرتضیٰؓ کی ازدواجی زندگی کا آغاز ہوا۔ ہجرت کے بعد عام طور پر مہاجرین نے انصار کے گھروں میں رہ کر تجارتی کاروبار شروع کر دیا تھا۔ جس کی وجہ سے وہ تھوڑے ہی عرصہ میں اپنی ضروریات کو خود پوری کرنے لگے تھے اور مکانات تعمیر کر کے رہنے سہنے کا اپنا مستقل انتظام کر لیا تھا۔ مگر حضرت علیؓ کے لئے آستانہ رسالت ﷺ کے سوا رہائش کی کوئی دوسری جگہ نہ تھی۔ وہ اب تک رسالت مآب ﷺ کے پاس رہتے تھے۔ رخصتی کے وقت الگ مکان کی ضرورت پیش آئی۔ حضرت حارث بن نعمان انصاریؓ کے متعدد مکان تھے۔ جن میں سے وہ کئی آپ ﷺ کو نذر کر چکے تھے۔ حضرت فاطمہؓ نے عرض کیا کہ حضرت حارثؓ سے ایک اور مکان دلوا دیجئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہاں تک؟۔ اب ان سے کہتے شرم آتی ہے۔ حضرت حارثؓ کو جب یہ معلوم ہوا تو خدمت رسالت ﷺ میں حاضر ہو کر کہنے لگے۔ حضور ﷺ! میرے پاس جو کچھ ہے سب آپ ﷺ کا ہے۔ یہ کہہ کر انہوں نے اپنا ایک مکان مزید خالی کر دیا۔ حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ اب اس میں رہنے لگے۔

شہنشاہ کونین ﷺ نے سیدہ عالمؓ کو جو جہیز دیا وہ بان کی چارپائی، چمڑے کا گدا، جس میں روئی کے بجائے کھجور کے پتے تھے اور ایک چھاگل، ایک مشک، دو چکیاں اور دو مٹی کے گھڑے، دو تکئے تھے۔

چہل احادیث...... تلاوت قرآن اور متعدد سورتوں کے فضائل!

مولانا احمد سعید دہلویؒ

۱...... حضرت عثمانؓ سرکار دو عالم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”بہترین شخص تم میں سے وہ ہے جس نے قرآن سیکھا اور سکھایا۔“ (بخاری)

۲...... حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کتاب اللہ کا ایک حرف پڑھنے سے دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ میں یہ نہیں کہتا کہ ”الم“ ایک حرف ہے۔ اگر کسی نے ”الم“ کہا تو الف ایک حرف ہے۔ لام ایک حرف ہے۔ میم ایک حرف ہے۔ (ترمذی) مطلب یہ ہے کہ الفاظ مراد نہیں ہیں بلکہ حروف مراد ہیں۔ ہر حرف پر دس نیکیاں ملتی ہیں۔

۳...... حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا: مسجد میں جو لوگ قرآن کی تلاوت کرتے ہیں یا قرآن کا درس دیتے ہیں ان پر خدا کی جانب سے ایک نور مقرر کیا جائے گا۔ (مسند احمد)

۴...... حضرت ابوسعید خدریؓ حضور نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہے جس کو قرآن مجید نے اس قدر مشغول کر دیا کہ کوئی دوسرا ذکر نہ کر سکا اور قرآن مجید کی وجہ سے اس کو دعاء مانگنے تک کی فرصت بھی نہ ہوئی تو میں اس کو مانگنے والوں سے زیادہ عطاء کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے کلام کی فضیلت تمام کلاموں پر ایسی ہے جیسے اللہ تعالیٰ کی عظمت و بزرگی اس کے بندوں پر ہے۔ (ترمذی) مطلب یہ ہے کہ قرآن مجید پڑھنے والوں کی کوئی حاجت انکی نہیں رہتی اور جو شرافت انسانوں پر اللہ تعالیٰ کو حاصل ہے۔ وہی شرافت اس کے کلام کو انسانوں کے کلام پر حاصل ہے۔

۵...... حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن جب قرآن پڑھنے والا آئے گا تو قرآن اس کی سفارش کرتے ہوئے اللہ عزوجل سے عرض کرے گا اے باری تعالیٰ میرے پڑھنے والے کو جنت کے جواہرات سے آراستہ کر دیجئے۔ بندے کے سر پر کرامت کا تاج رکھ دیا جائے گا۔ قرآن عرض کرے گا اے رب کچھ اور زیادہ کیجئے تو صاحب قرآن کو کرامت کا لباس پہنا دیا جائے گا۔ پھر قرآن عرض کرے گا۔ الٰہی! میرے پڑھنے والے سے اپنی رضامندی کا اظہار فرما دیجئے۔ اللہ تعالیٰ قرآن کی یہ عرض بھی قبول کرے گا اور اس شخص سے اپنی رضامندی کا اظہار فرمائے گا اور حکم دے گا اے بندے قرآن پڑھنا شروع کر اور ہر آیت کے بدلے میں ایک ایک درجہ بلند ہوتا چلا جا۔ (ترمذی)

۶...... حضرت ابوذرؓ سے سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا: ابوذر! اگر تم صبح کے وقت کتاب اللہ کی ایک آیت سیکھنے نکلو تو یہ تمہارے لئے سو رکعت نماز پڑھنے سے افضل ہے۔ اگر تم صبح کے وقت علم کا ایک باب سیکھنے کی غرض سے نکلو تو یہ ایک ہزار رکعت نماز پڑھنے سے زیادہ افضل اور بہتر ہے۔ (ابن ماجہ)

۷...... حضرت ابوسعید بن معلیٰؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ایک صحابی سے فرمایا: میں تجھ کو

ایک سورت سکھاتا ہوں جو ثواب میں تمام سورتوں سے بڑی ہے۔ پھر آپ نے سورہ فاتحہ کی تعلیم کی۔ (بخاری)

۸...... حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: سورہ فاتحہ تمام قرآن میں باعتبار ثواب اور اجر کے افضل ہے۔ (ابن حبان)

۹...... حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا: سورہ فاتحہ وہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے اور اپنے بندہ کے درمیان نصف نصف تقسیم کر دیا ہے۔ جب بندہ کہتا ہے ''الحمدلله رب العالمین'' تو حضرت حق جل مجدہ ارشاد فرماتا ہے میرے بندے نے میری حمد بیان کی۔ پھر جب کہتا ہے ''الرحمن الرحیم'' تو ارشاد ہوتا ہے میرے بندے نے میری صفت وثناء بیان کی۔ پھر جب بندہ کہتا ہے ''مالك یوم الدین'' تو ارشاد ہوتا ہے بندہ نے میری بزرگی بیان کی۔ پھر جب بندہ کہتا ہے ''ایاك نعبد وایاك نستعین'' تو ارشاد ہوتا ہے یہ کلمہ میرے اور میرے بندے کے درمیان نصفا نصفی ہے۔ بندہ جو مانگے گا اسے دیا جائے گا۔ دعاء بندہ کی طرف سے اور قبولیت میری طرف سے۔ پھر جب بندہ باقی سورۃ پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہ سب میرے بندہ کے لئے ہے جو کچھ اس نے مانگا دیا جائے گا۔ (مسلم)

۱۰...... حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ کا ارشاد ہے کہ سورہ فاتحہ اور سورہ بقرہ کی آخری آیتیں ''امن الرسول'' سے لے کر آخر تک دو نور ہیں۔ جو مجھ سے پہلے کسی پیغمبر کو عطاء نہیں ہوئے۔ جو کوئی ایک حرف بھی ان دونوں کا پڑھے گا اس کو وہ نور دیا جائے گا۔ (مسلم)

۱۱...... حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: لوگو! اپنے گھروں کو مقبرہ نہ بناؤ۔ دیکھو جس گھر میں سورہ بقرہ پڑھی جاتی ہے اس گھر سے شیطان بھاگ جاتا ہے۔ (مسلم) مطلب یہ ہے کہ قبرستان میں کوئی شخص قرآن نہیں پڑھا کرتا۔ تمہارے گھر ایسے نہ ہوں بلکہ گھروں میں تلاوت کا التزام ہونا چاہئے۔

۱۲...... حضرت ابوامامہؓ حضرت اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: تم زہراوین (سورہ بقرہ اور آل عمران) پڑھا کرو۔ یہ دونوں سورتیں قیامت میں پڑھنے والے کی طرف سے جھگڑیں گی۔ ان سورتوں کا یاد کرنا اور پڑھنا برکت ہے۔ چھوڑ دینا ان کی تلاوت کا حسرت ہے۔ اہل باطل ان دونوں صورتوں کو حاصل نہیں کر سکتے۔ (مسلم) مطلب یہ ہے کہ ان سورتوں کے پڑھنے والے پر جادوگروں کا اثر نہیں ہوسکتا۔

۱۳...... حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تمام چیزوں میں کوئی نہ کوئی شے مخصوص اور بلند ہوتی ہے۔ قرآن شریف میں سب سے بلند مرتبہ سورہ بقرہ کا ہے۔ گویا یہ قرآن کا کوہان ہے۔ اس میں ایک آیت تو تمام آیتوں کی سردار ہے۔ (ترمذی) اس آیت سے مراد آیت الکرسی ہے۔

۱۴...... حضرت عبداللہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سورہ بقرہ جس گھر میں پڑھی جاتی ہے اس گھر سے شیطان نکل بھاگتا ہے۔ (حاکم)

۱۵...... حضرت سہل بن سعدؓ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ جو کوئی شخص رات کو اپنے گھر میں سورہ بقرہ پڑھتا ہے تو تین رات تک اور جو دن کو پڑھتا ہے تو تین دن تک اس گھر میں شیطان نہیں گھس سکتا۔ (ابن حبان)

۱۶...... حضرت نعمان بن بشیرؓ بیان کرتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: سورہ بقرہ کی آخری دو آیتیں ایسی ہیں کہ تین رات دن تک اگر کسی جنگل میں پڑھی جائیں تو پھر وہاں شیطان کا اثر نہیں ہوتا۔ (ترمذی بطولہ مراد ''امن الرسول'' سے لے کر آخر تک ہے۔

۱۷...... حضرت ابوذرؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے سورہ بقرہ کو دو آیتوں پر ختم کیا ہے۔ یہ آیتیں مجھے عرش کے خزانوں میں سے عطاء کی گئی ہیں ان آیتوں کو خود سیکھو، اپنی عورتوں اور بچوں کو سکھاؤ۔ یہ آیتیں قرآن بھی ہیں اور دعا بھی ہیں۔ (حاکم)

۱۸...... حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا: جس نے سورہ بقرہ کی دو آیتیں رات کو پڑھ لیں وہ رات کی تمام باتوں سے فارغ ہوگیا۔ (بخاری و مسلم) یعنی رات کی عبادت یا آفات شیطان وغیرہ سے۔

۱۹...... حضرت ابی بن کعبؓ سے نبی کریم ﷺ نے دریافت فرمایا: تجھے معلوم ہے کہ کون سی بڑی آیت قرآن کی تیرے پاس ہے۔ انہوں نے عرض کیا۔ آیت الکرسی تو سرکار نے ان کے سینے پر ہاتھ مار کر فرمایا تجھ کو یہ علم مبارک ہو۔ (مسلم)

۲۰...... حضرت ابی بن کعبؓ بیان کرتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: خدا کی قسم آیت الکرسی کی ایک زبان ہے اور دو ہونٹ ہیں۔ یہ عرش کے پاس اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کررہی ہے۔ یہ تمام آیتوں کی سردار ہے۔ (احمد ابن ابی شیبہ)

۲۱...... حضرت معقل بن یسارؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: سورہ یٰسین قرآن کا دل ہے جو بندہ اس کو رضائے الٰہی اور دار آخرت کے لئے پڑھتا ہے وہ بخشا جاتا ہے۔ تم اس کو اپنے مردوں پر پڑھا کرو۔ (نسائی) مردوں پر پڑھنے کا مطلب یہ ہے کہ نزع کے وقت یا دم نکلنے کے بعد میت پر یا قبر پر پڑھے۔

۲۲...... حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ہر چیز کا ایک دل ہوتا ہے۔ قرآن کا دل سورہ یٰسین ہے۔ جو شخص اس کو ایک دفعہ پڑھتا ہے اس کو دس بار قرآن پڑھنے کے برابر ثواب ملتا ہے۔ (ترمذی)

۲۳...... حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قرآن میں تیس آیتوں کی ایک سورت ہے۔ اس سورت نے ایک شخص کی شفاعت کی۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو بخش دیا۔ یہ سورت ''تبارك الذي بيده الملك'' ہے۔ (ترمذی)

۲۴...... حضرت جندب حضور نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ جس نے کسی رات میں اللہ کے لئے سورہ یٰسین پڑھی تو وہ بخشا گیا۔ (موطا امام مالک)

۲۵...... حضرت عبداللہ بن عباس حضور نبی کریم ﷺ سے سورہ ''تبارك الذي'' کے متعلق روایت کرتے ہیں اس سورہ کا نام مانعہ اور منجیہ ہے۔ (ترمذی) مطلب یہ ہے کہ عذاب قبر سے نجات دلاتی ہے اور عذاب کو روکتی ہے۔

۲۶...... حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قبر میں انسان کے پاس

فرشتے جس جانب سے آتے ہیں ان سے کہا جاتا ہے کہ تمہارا راستہ اس طرف نہیں ہے۔ کیونکہ یہ بندہ سورہ تبارک الذی پڑھا کرتا تھا۔ یہ سورت عذاب قبر سے مانع ہے۔ اس سورت کا نام توریت میں سورہ ملک ہے۔ جس نے ایک رات اس کو پڑھا اس نے پاکیزہ اور بہترین کام کیا۔ (حاکم)

۲۷...... حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریمﷺ نے فرمایا: جس نے ہر رات میں سورہ ملک کو پڑھا وہ عذاب قبر سے بچالیا گیا۔ سرکار کے زمانہ میں اس سورت کا نام مانعہ تھا۔ (نسائی) یعنی عذاب قبر کو روکنے والی۔

۲۸...... حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہﷺ نے ایک شخص کو ''قل ھو اللہ احد'' پڑھتے ہوئے سن کر فرمایا: اس پر واجب ہوگئی۔ کسی نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہﷺ کیا واجب ہوگئی؟۔ آنحضرتﷺ نے فرمایا کہ جنت واجب ہوگئی۔ (موطا امام مالک)

۲۹...... حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہﷺ نے ایک مرتبہ فرمایا: لوگو! جمع ہو جاؤ میں تم پر قرآن کا تیسرا حصہ تلاوت کروں گا۔ جب لوگ جمع ہوگئے تو آپ نے سورہ ''قل ھو اللہ احد'' پڑھی فرمایا یہ ثلث قرآن ہے۔ (مسلم)

۳۰...... حضرت ابودرداءؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریمﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے قرآن کے تین حصے کئے ہیں۔ ایک حصہ اس میں ''قل ھو اللہ احد'' ہے۔ (مسلم)

۳۱...... حضرت ابوایوبؓ نبی کریمﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ جس نے ''قل ھو اللہ احد'' پڑھی اس نے قرآن کا تیسرا حصہ پڑھا۔ (مسلم)

۳۲...... حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ ایک صحابی نماز کی ہر رکعت میں ''قل ھو اللہ احد'' پڑھا کرتا تھا۔ اس سے دریافت کیا گیا تو اس نے کہا میں اس سورت کو دوست رکھتا ہوں۔ آپﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تجھ کو دوست رکھتا ہے۔ (بخاری، مسلم)

۳۳...... حضرت عائشہ صدیقہؓ نبی کریمﷺ سے روایت کرتی ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''قل ھو اللہ احد'' کی محبت تجھ کو جنت میں داخل کرے گی۔ (ترمذی)

۳۴...... حضرت عقبہ بن عامرؓ سے سرکار دو عالمﷺ نے یہ بھی فرمایا: تجھ کو ایسی دو سورتیں نہ سکھاؤں جو بہترین ہیں۔ پھر آپ نے ''قل اعوذ برب الفلق'' اور ''قل اعوذ برب الناس'' انہیں سکھا کر فرمایا آج تک ان جیسے کلمات کے ساتھ کسی نے تعوذ نہیں کیا۔ (ابوداؤد)

۳۵...... عقبہ بن عامر سے سرکار دو عالمﷺ نے یہ بھی فرمایا: اگر تجھ سے ہو سکے تو ان سورتوں کو کسی نماز میں فوت نہ کیا کر۔ (ابن حبان)

۳۶...... حضرت انسؓ فرماتے ہیں رحمت عالمﷺ نے فرمایا: جس نے ہر روز دو سو مرتبہ ''قل ھو اللہ احد'' پڑھنے کا ورد کر لیا تو اس کے پچاس سالہ گناہ مٹ گئے۔ مگر قرض (یعنی قرض ادا کئے یا معاف کرائے بغیر ادا

نہیں ہوتا)۔(ترمذی)

۳۷...... حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: سورہ واقعہ کو جو شخص ہر رات میں پڑھ لیا کرتا ہے اس کو فاقہ کی شکایت کبھی نہیں ہوتی۔(زرین)

۳۸...... حضرت ابوالدرداءؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے سورہ کہف کی اوّل دس آیتیں یاد کرلیں وہ شخص دجال کے فتنہ سے محفوظ رہے گا۔(مسلم، ابوداؤد، نسائی) ترمذی کی روایت میں تین آیتوں کا ذکر ہے۔یعنی جس نے تین آیتیں یاد کرلیں وہ دجال کے فتنہ سے محفوظ رہے گا۔

۳۹...... حضرت ابوسعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے جس شخص نے سورہ کہف کو صحیح طریقہ سے پڑھا قیامت میں اس شخص کو اس کی جائے رہائش سے لے کر مکہ معظمہ تک مسافت کی مقدار ایک نور عطاء کی جائے گا۔جس شخص نے سورہ کہف کی آخری دس آیتیں پڑھیں وہ خروج دجال کے وقت اس کے فتنہ سے محفوظ رہے گا۔دجال اس پر مسلط نہیں ہوسکتا اور جس شخص نے وضو کے بعد یہ کلمات پڑھے ''سبحانك اللهم وبحمدك لا اله الا انت استغفرك واتوب اليك '' تو ان کلمات کو اس کے نامۂ اعمال میں ایک کاغذ پر لکھ کر مہر لگادی جاتی ہے۔قیامت تک یہ مہر توڑی نہیں جائے گی۔وہ کاغذ محفوظ رہے گا۔(حاکم)

۴۰...... حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: سورہ ''اذا زلزلت'' پڑھنے کا ثواب نصف قرآن کے برابر ہے اور سورہ ''قل هو الله احد '' کا ثواب تہائی قرآن پڑھنے کے برابر ہے اور سورہ ''قل یا ایها الکافرون '' پڑھنے کا ثواب چوتھائی قرآن پڑھنے کے برابر ہے۔(ترمذی)

رحیم یار خان میں دس روزہ ردقادیانیت وعیسائیت کورس

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت رحیم یار خان کے زیر اہتمام دس روزہ ردقادیانیت وعیسائیت کورس پڑھایا گیا۔ کورس میں پروفیسرز، وکلاء، ڈاکٹرز، علمائے کرام، طلباء اور تاجر حضرات نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔لگ بھگ چار پانچ سو تک حاضری رہی۔کورس سے عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت وحقیقت، عقیدہ حیات عیسیٰ علیہ السلام سے متعلق اسلام، یہودیت، عیسائیت اور قادیانیت کا نقطۂ نظر، حضرت مہدی علیہ الرضوان کی حقیقت قرآن وسنت کی روشنی میں، ناموس رسالت کی آئینی حیثیت قرآن وسنت کی روشنی میں، مروجہ عقائد عیسائیت کی تردید بائبل کی روشنی میں، انجیل برناباس اور تحریف بائبل بزبان بائبل، حقانیت اسلام جیسے اہم مضامین پڑھائے گئے۔امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت رحیم یار خان حضرت مولانا قاضی عزیز الرحمٰن نقشبندی دامت برکاتہم دس روز مستقل کورس میں شریک ہوکر نگرانی فرماتے رہے۔بعد ازاں مستقل کورس میں شریک ہونے والے شرکاء میں تقسیم اسناد کی تقریب ہوئی۔جس میں حضرت مولانا مطیع الرحمٰن درخواستی اور شیخ الحدیث جامع مخزن العلوم خانپور مولانا خلیل الرحمٰن ڈاہر صاحب کی تشریف آوری ہوئی اور شرکائے کورس میں اسناد تقسیم کی گئیں۔آخر میں مولانا خلیل الرحمٰن ڈاہر دامت برکاتہم کے مفصل بیان اور رقت آمیز دعا پر تقریب کا اختتام ہوا۔

غزوۂ بدر!

مولانا عبدالرؤف داناپوری

رمضان شریف ۲ھ میں غزوۂ بدر واقع ہوا۔ یہ پہلا غزوہ ہے جس میں کفار قریش کا مسلمانوں سے بڑا مقابلہ ہوا اور عظیم الشان فتح حاصل ہونے کے بعد اسلام کی حالت میں بہت بڑا تغیر واقع ہوگیا۔ سورۂ انفال میں تفصیلاً اور دوسرے مقامات میں اجمالاً اللہ پاک نے اس غزوہ کا ذکر کیا ہے اور اس فتح کو مسلمانوں پر خدا کا احسان بتایا ہے۔ واقعہ یہ ہے۔

تیاری: قریش کا قافلہ جو شام گیا تھا اور جس کی تلاش میں حضورﷺ ذی العشیرہ تک گئے تھے۔ خبر ملی کہ وہ قافلہ شام سے لوٹا ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اس قافلہ کے ساتھ ابوسفیان بن حرب، مخرمہ بن نوفل، عمرو بن العاص وغیرہ تیس یا چالیس آدمی ہیں اور قریش کا مال تجارت جو ان کے ساتھ ہے وہ بہت زیادہ ہے۔ حضورﷺ کو جب یہ خبر ملی تو آپﷺ نے اصحابؓ سے فرمایا کہ یہ قریش کا قافلہ ہے جنہوں نے تم کو تمہارے گھروں سے نکال دیا ہے اور تمہارے اموال پر ناجائز قبضہ کرلیا ہے۔ چلو شاید اللہ پاک اس کا بدلہ تم کو دلادے۔ اوکما قال!

روانگی: مسلمان بڑی عجلت کے ساتھ چل پڑے۔ جو جس حال میں تھا روانہ ہوگیا۔ صرف تین گھوڑے تھے۔ ایک زبیر بن العوام کا۔ ایک حضرت مقداد بن الاسودؓ کا، ایک مرثد بن ابی مرثدؓ الغنوی کا۔ ستر اونٹ تھے ایک ایک اونٹ پر کئی کئی آدمی سوار ہوگئے۔ اس طرح تین سو سے کچھ زیادہ آدمی روانہ ہوئے۔ کسی کو گمان بھی نہ تھا کہ کوئی بڑی جنگ ہوگی۔ ابن ہشام کہتے ہیں کہ پیر کے دن رمضان شریف کی آٹھ تاریخ کو آپﷺ مدینہ سے روانہ ہوئے۔ نماز کے لئے حضرت ابن ام مکتومؓ کو امام مقرر کردیا۔ جب روحا میں پہنچے تو وہاں سے ابولبابہ بن المنذرؓ کو مدینہ کا حاکم مقرر کرکے بھیج دیا۔ لواء سفید حضرت مصعبؓ ابن عمیر کو ملا۔ دو سیارہ رایہ تھے۔ ایک جس کا نام العقاب تھا وہ حضرت علیؓ کو اور ایک انصار کا تھا وہ حضرت سعد بن معاذؓ کو ملا اور ساق میں قیس بن صعصعہ مقرر کئے گئے۔

اس طرح منزل بمنزل جب مقام صفراء میں پہنچے تو وہاں سے بسبس بن عمرو الجہنیؓ اور عدیؓ بن ابی الرغباء کو آپﷺ نے بدر کی طرف بھیجا تاکہ قافلہ کا پتہ لگائیں کہ وہ کدھر ہے۔

ابوسفیان کا انتظام

قریش کے مخبر بھی لگے ہوئے تھے۔ جب آپﷺ مدینہ سے روانہ ہوئے تو ابوسفیان کو اس کی خبر مل گئی۔ اس نے ضمضم بن عمرو الغفاری کو اجرت پر مقرر کرکے مکہ بھیجا کہ قریش کو خبر کردیں تاکہ وہ اپنا قافلہ بچائیں اور خود راستہ بدل کر قافلہ کو دریا کی جانب سے لے کر روانہ ہوا۔

ضمضم جب مکہ میں پہنچا تو اس وقت کے قاعدہ کے موافق بطن وادی میں اونٹ پر کھڑا ہوا۔ قمیص کو پھاڑ ڈالا اور چلایا کہ اے قریش جلدی کرو جلدی۔ ابوسفیان کے ساتھ تمہارے اموال ہیں اور محمدﷺ نے راستہ روکا ہے۔ امید نہیں کہ بچا سکو۔ جلدی کرو جلدی۔ الغوث الغوث!

قریش کا جوش

جب مکہ میں یہ آواز پہنچی تو ہل چل مچ گئی۔ بطون مکہ میں سے سوائے بنی عدی کے سب نکل آئے۔ اشراف مکہ میں سے ایک ابولہب تو نہ آیا ورنہ سب کے سب نکل آئے اور بری شان وشوکت سے زرہیں۔ لے لے کر اور پوری طرح مسلح ہو کر نکلے اور چونکہ ابھی نخلہ واقعہ تازہ تھا۔ جس میں عمرو بن الحضرمی مارا گیا تھا اور اس کا سامان قافلہ مسلمان لے گئے تھے۔ اس لئے جوش انتقام ان میں بڑی شدت کا تھا۔

قریش کی خبر اور مشورہ

حضورﷺ مقام صفراء سے آگے بڑھ کر ایک وادی میں پہنچے جس کا نام ذفران تھا تو آپﷺ کو خبر ملی کہ قریش پوری تیاری سے اپنے قافلہ اور مال کی حفاظت کے لئے آرہے ہیں اور مکہ سے روانہ ہوگئے ہیں۔ چونکہ مسلمان کسی بڑی جنگ کی نیت سے نہ نکلے تھے اور اچھی طرح مسلح بھی نہ تھے۔ اس لئے حضورﷺ نے صحابہ کرامؓ سے مشورہ کیا کہ کیا کرنا چاہئے۔ مہاجرین میں سے حضرت ابوبکر صدیقؓ حضرت عمرؓ اور دوسرے اصحابؓ نے مستعدی کا اظہار کیا۔ آپﷺ نے پھر دریافت کیا تو پھر مہاجرین نے جنگ کی رائے دی۔ آپﷺ نے پھر سہ بارہ رائے طلب کی۔ آپﷺ کی غرض یہ تھی کہ انصار کی رائے معلوم ہو۔ کیونکہ انصار نے عقبہ کی بیعت کے وقت یہ وعدہ کیا تھا کہ ہم اپنے شہر میں آپﷺ کی حفاظت کریں گے اور آپﷺ کے دشمنوں سے لڑیں گے۔ لیکن یہ انصار کے وطن سے دور اتفاقیہ جنگ کا موقع پیش آگیا تھا۔ اس لئے دیکھنا تھا کہ وہ ساتھ دیں گے یا نہیں۔

حضرت سعد بن معاذؓ

حضورﷺ کے بار بار دریافت کرنے سے انصار سمجھ گئے۔ سب سے پہلے انصار میں سے حضرت سعد بن معاذؓ اٹھے اور کہا کہ یارسول اللہﷺ آپ کی غرض یہ ہے کہ ہم لوگوں کی رائے دریافت کریں۔ میں انصار کی طرف سے عرض کرتا ہوں کہ آپﷺ ہم میں سے جس کی رسی چاہیں کاٹ دیں اور جس کی چاہیں جوڑ دیں۔ آپﷺ ہمارے اموال میں سے جتنا چاہیں لے لیں اور جتنا چاہیں ہمیں دیں اور جو آپﷺ لے لیں گے وہ ہمارے لئے اس سے بہتر ہوگا۔ جو آپﷺ چھوڑ دیں گے۔ رسول اللہﷺ آپ جو حکم کریں گے ہم لوگوں کی رائے اس کے تابع ہوگی۔ یارسول اللہﷺ آپ جہاں چاہیں گے ہم آپﷺ کے ساتھ ہوں گے۔ یارسول اللہﷺ آپ ارشاد فرمائیں تو اس سمندر میں آپﷺ کے ساتھ داخل ہونے کو تیار ہیں۔ یارسول اللہﷺ آپ جنگ کریں ہم میں سے ایک شخص بھی خلاف نہ کرے گا۔

حضرت مقدادؓ

حضرت مقدادؓ نے فرمایا کہ یارسول اللہﷺ ہم بنی اسرائیل نہیں ہیں۔ جنہوں نے اپنے نبی حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا تھا۔ ''اذهب انت وربك فقاتلا انا ههنا قاعدون'' ہم آپﷺ کے غلام ہیں اور آپﷺ کے داہنے بائیں آگے پیچھے ہر طرف نثار ہونے کے لئے تیار ہیں۔ حضورﷺ نے جب اپنے صحابہؓ کو اس

طرح مستعد دیکھا تو بہت خوش ہوئے اور آگے بڑھنے کا حکم دیا۔

ابوسفیان نکل گیا

ادھر ابوسفیان جب ساحل پر پہنچ گیا اور اس کو اپنی حفاظت کا اطمینان ہوگیا تو اس نے قریش کو لکھا کہ تم لوگ اپنے مال اور آدمی کے بچانے کے لئے نکلے تھے۔ اب لوٹ آؤ ہم لوگ بچ گئے اور مال سلامت ہے۔

قریش کی رائے میں اختلاف

ابوسفیان کا خط قریش کو اس وقت ملا۔ جب وہ لوگ مقام جحفہ میں تھے اور انہوں نے ارادہ کیا کہ لوٹ جائیں۔ مگر ابوجہل نے قسم کھائی کہ ہم اسی شان سے بدر تک جائیں گے۔ وہاں اونٹ ذبح کریں گے اور جس قدر عرب ہمارے پاس آئیں گے ان کو کھلائیں گے۔ تاکہ اس کے بعد عربوں پر اور تمام قبائل پر ہمارا رعب چھا جائے۔ اخنس بن شریق نے لوٹنے کا مشورہ دیا۔ مگر کسی نے نہ سنا۔ البتہ بنی زہرہ کے تمام آدمی اخنس کے ساتھ لوٹ آئے۔ اسی لئے کوئی زہری بدر میں شریک نہ ہوا۔ بنی ہاشم نے لوٹنا چاہا مگر ان کو ابوجہل نے لوٹنے نہ دیا۔ البتہ طالب بن ابی طالب اور کچھ لوگ ان کے ساتھ مکہ واپس چلے گئے۔ باقی تمام قریش بدر کی طرف روانہ ہوگئے۔

ابوسفیان کی صحیح خبر مسلمانوں کو نہ ملی

حضورؐ نے بسبس بن عمر اور عدی بن ابی الزغبا کو بھیجا تھا کہ ابوسفیان کے قافلہ کی خبر لائیں۔ یہ لوگ بدر میں ابوسفیان کے آنے سے قبل پہنچے۔ بدر کے کوئیں کے پاس عدی بن عمرو الجہنی موجود تھا اور دو عورتیں آپس میں گفتگو کررہی تھیں کہ یہاں کل پرسوں تک قافلہ پہنچ جائے گا تو ہم اس میں کام کر کے تمہارا قرض ادا کردیں گے۔ بسبس اور عدی نے یہ سنا تو اپنے جانور کو پانی پلا کر فوراً وہاں سے لوٹے اور رسول اللہ ﷺ کو خبر دی۔ لیکن ان کے آنے کے بعد ابوسفیان خود قافلہ سے پہلے خبر لینے کے لئے بدر میں آیا۔ اس نے عدی بن عمرو سے دریافت کیا اور لید میں کھجور کی گٹھلیاں دیکھیں تو سمجھ گیا کہ یہاں مدینہ کے مخبر آئے تھے۔ اس لئے قافلہ کو ساحل کی طرف لے گیا اور سلامت چلا گیا۔ مسلمانوں کو اس کے راستہ بدلنے کا حال معلوم نہ ہوسکا۔

قریش کے پہنچنے کی خبر

حضور ﷺ ذفران سے روانہ ہوئے اور جب مقام بدر کے قریب پہنچے تو ٹھہر گئے۔ شام کے وقت حضرت علیؓ بن ابی طالب زبیر بن عوام سعد بن ابی وقاصؓ اور چند صحابہ کو بدر کی طرف بھیجا کہ خبر لائیں۔ ان لوگوں نے قلیب بدر پر قریش کے دو غلام کو پایا۔ پکڑ کر لے آئے اس وقت حضور ﷺ نماز پڑھ رہے تھے۔ صحابہ کرامؓ نے غلاموں سے دریافت کیا کہ تم کس کے ساتھ ہو۔ غلاموں نے جواب دیا کہ ہم قریش کے ساتھ پانی بھرنے پر مقرر ہیں۔ صحابہؓ تو دل سے چاہتے تھے کہ ابوسفیان کا قافلہ ملے۔ اس لئے ان کو غلاموں کا یہ جواب پسند نہ ہوا اور ان کو مارا غلاموں نے ڈر سے کہہ دیا کہ ہم ابوسفیان کے ساتھ ہیں۔ تب انہوں نے اس کو چھوڑ دیا۔ اتنے میں حضور ﷺ نماز سے فارغ ہوگئے اور فرمایا کہ جب اس نے سچ کہا تب تم نے اس کو مارا اور جب جھوٹ بولا تو چھوڑ دیا۔ بخدا دونوں سچ بولے

دونوں قریش کے ساتھ ہیں۔

اس کے بعد حضورﷺ نے غلاموں سے دریافت کیا کہ قریش کہاں ہیں؟۔ انہوں نے کہا کہ عدوہ قصوی میں یعنی انتہائی کنارہ میں جو بڑا ٹیلہ ہے۔ اس کا نام عقنقل ہے۔ اسی کے پیچھے مقیم ہیں۔ پوچھا کتنے ہیں؟۔ کہا بہت ہیں۔ پوچھا تعداد؟۔ کہا یہ ہمیں معلوم نہیں۔ پوچھا روزانہ کتنے اونٹ ذبح ہوتے ہیں؟ کہا ایک روز نو ایک روز دس۔ حضورﷺ نے فرمایا کہ ہزار اور نو سو کے درمیان ہیں۔ پوچھا شرفاء قریش میں سے کون کون ہے؟ اس نے کہا عتبہ بن ربیعہ، شیبہ ابن ربیعہ، ابوالبختری بن ہشام، حکیم بن حزام، نوفل بن خویلد، حارث بن عامر بن نوفل، نضر بن الحارث، ربیعہ بن الاسود، ابوجہل بن ہشام، امیہ بن خلف، نبیہ بن الحجاج، سہیل بن عمرو، عمرو بن عبدود۔ حضورﷺ صحابہؓ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ مکہ نے اپنے جگر پاروں کو تمہاری طرف ڈال دیا ہے۔

مقامی حالات اور مسلمانوں کی مستعدی

قریش جس مقام میں ٹھہرے تھے اس کے بعد ایک بڑا ٹیلہ تھا جس کا نام عقنقل تھا۔ اس کے بعد نشیب نرم اور مٹی ملی ہوئی زمین تھی پھر ریت کا بڑا میدان تھا اور اس کنوئیں میں کتنے کنوئیں تھے۔ اس میدان کے عدوۃ الدنیا یعنی دوسرے کنارہ پر بلند زمین تھی اور ریتلی تھی اور اس جگہ جو کنواں تھا اس میں پانی بہت اور لطیف تھا۔ اس جگہ ہر سال بازار لگا کرتا تھا اور عرب جمع ہوا کرتے تھے۔ حضرت حبابؓ بن المنذر بن الجموح اس مقام کے حالات سے خوب واقف تھے۔

نوٹ! قلیب عربی میں پرانے کنوئیں کو کہتے ہیں۔ احادیث میں جو قلیب بدر کا ذکر آتا ہے۔ اس سے یہی کنوئیں مراد ہیں۔

خدا کی شان اس روز پانی برس گیا اور تمام ریتلی زمین سخت ہوگئی اور چلنا پھرنا آسان ہوگیا۔ لیکن قریش کی طرف زمین نشیب اور نرم تھی۔ پانی جم کر کیچڑ ہوگیا اور ان کو چلنا پھرنا مشکل ہوگیا۔ حباب بن المنذر کے مشورہ سے مسلمانوں نے آدھی رات کو بلند زمین کے کنوئیں پر قبضہ کیا اور وہاں ایک حوض بنا کر اس کو پانی سے بھر دیا اور اس کے علاوہ جس قدر کنوئیں تھے اس کے پانی کو خراب کر دیا۔

جنگ کی تمہید

جمعہ کا دن تھا۔ ہجرت کے دوسرے سال رمضان کی ۷ ارتاریخ کو بدر کی لڑائی ہوئی۔ جس وقت قریش عقنقل کے پیچھے سے اپنی شان وشوکت کے ساتھ نکلے اور رسول اللہﷺ نے ان کے فخر اور ان کی شان وشوکت کو دیکھا تو آپﷺ نے دعاء کے لئے ہاتھ اٹھائے اور نہایت عجز وانکسار سے خدائے ذوالجلال کے سامنے فتح ونصرت کی دعاء کی۔ پھر صحابہؓ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ فتح نہ کثرت تعداد پر موقوف ہے نہ شان وشوکت اور کثرت الات حرب پر۔ فتح کے لئے جو چیز سب سے زیادہ ضروری ہے وہ صبر واستقامت ہے۔ پھر صحابہ کرامؓ کو آپﷺ نے صبر واستقامت کی تلقین فرمائی۔ جب دونوں صفیں درست ہوگئیں تو قریش نے عمیر بن وہب کو بھیجا کہ مسلمانوں کی تعداد کا اندازہ کرے۔ اس نے گھوڑے پر مسلمانوں کے چاروں طرف ایک چکر لگایا اور آکر بیان کیا کہ کم وبیش

تین سو ہیں۔ مگر ذرا ٹھہرو میں دیکھ لوں کہیں اور چھپے ہوئے نہ ہوں۔ اس کے بعد دور تک گیا اور واپس آ کر بیان کیا کہ کچھ نہیں جو کچھ ہیں یہی ہیں۔ مگر اس نے کہا کہ اے قریش میں ایک بات دیکھ کر آیا ہوں تمہارے مقابل ایک ایسی قوم ہے جس کے پاس اس کی تلوار کے سوا اور کوئی چیز پناہ کی نہیں ہے اور خدا کی قسم ان میں کوئی شخص نہیں مرے گا۔ جب تک تمہارے شخص کو نہ مار لے۔ پھر بتاؤ کہ اس کے بعد تمہاری زندگی کیسی ہوگی۔ یہ حال ہے جو میں نے دیکھا اب تم جانو اور تمہاری رائے۔

حکیم بن حزام اور عتبہ

حکیم بن حزام نے جب یہ سنا تو عتبہ بن ربیعہ کے پاس گئے اور کہا کہ اے ابوالولید تم قریش کے سردار ہو اور ہم سب میں بڑے ہو۔ کیا چاہتے ہو کہ تمہارا ذکر خیر کے ساتھ باقی رہے۔ کیا یہ کر سکتے ہو کہ اس وقت اپنے حلیف عمر بن الحضرمی کے خون کے مطالبہ سے باز آؤ اور اس جنگ کو روک دو۔ عتبہ بن ربیعہ راضی ہو گیا اور اس نے قریش کو مخاطب کر کے تقریر کی کہ یا معشر قریش محمد ﷺ کے ساتھ لڑنے میں کوئی فائدہ معلوم نہیں ہوتا۔ بالفرض اگر تمہاری فتح ہوگئی تو کس کام کی۔ ہم میں سے ہر شخص دیکھے گا کہ کسی کے چچا کا لڑکا کسی کے ماموں کا لڑکا ہمارے ہی ہاتھوں سے مرا ہوا پڑا ہے۔ ایسی فتح کو کون پسند کرے گا اور کس کو خوشی ہوگی۔

ابوجہل کی شرارت

ابوجہل کو یہ خبر ملی تو بہت غصہ ہوا۔ عتبہ کو برا بھلا کہا پھر عمرو بن الحضرمی کے بھائی عامر بن الحضرمی کو بلا کر کہا کہ دیکھو عین وقت پر جب کہ تمہارے بھائی کے خون کا بدلہ آنکھوں کے سامنے موجود ہے تمہارا حلیف عتبہ لوٹنا چاہتا ہے۔ اٹھو اور اپنے بھائی کا ثار طلب کرو۔ اس وقت عامر نے جیسا کہ ان عربوں کا قاعدہ تھا سرین کھول کر واعمراہ وعمراہ کی آواز لگائی۔ جس سے نیا جوش پھیل گیا اور حکیم بن حزام اور عتبہ بن ربیعہ کی تمام کوششیں بیکار گئیں۔

معرکۂ جنگ

مسلمانوں نے قلیب بدر کے پاس ایک بلند مقام پر حضور ﷺ کے لئے ایک خیمہ نصب کر دیا تھا۔ جہاں سے پورا معرکۂ جنگ نظر آتا تھا۔ اس میں حضور ﷺ اور حضرت صدیق اکبرؓ تشریف رکھتے تھے اور حضرت سعد بن معاذؓ ننگی تلوار لئے ہوئے اس کے سامنے پہرہ دیتے تھے اور حضور ﷺ کی حفاظت کرتے تھے۔

ابن اسحٰق کی روایت ہے کہ سب سے پہلے اسود بن عبدالاسد نے مسلمانوں کے حوض پر حملہ کیا اور مارا گیا۔ پھر ولید بن عتبہ، عتبہ بن ربیعہ اور شیبہ بن ربیعہ صف نے نکلے اور مبارزت طلب کی۔ ادھر سے حضرت علیؓ، حضرت حمزہؓ اور عبیدہ بن حارثؓ گئے۔ تینوں کافر مارے گئے۔ حضرت عبیدہؓ زخمی ہوئے پیر کٹ گیا اور آخر فتح کے بعد لوٹتے وقت مقام صفراء میں انتقال ہو گیا۔

ان کافروں کے مارے جانے کے بعد عام حملہ ہو گیا۔ جنگ مغلوبہ شروع ہوگئی۔ مسلمانوں کی طرف پہلے ...... مولے عمر بن الخطابؓ ایک تیر لگنے سے شہید ہوئے۔ پھر حارث ابن سراقہ انصاریؓ حوض سے پانی پی رہے تھے کہ ایک تیر لگا اور شہید ہوئے۔ حضرت عمیرؓ بن الحمام نے ایک زور کا حملہ کیا اور شہید ہو گئے۔

حضورﷺ کی دعاء

جنگ مغلوبہ بڑے زوروں کی ہو رہی تھی اور حضورﷺ دعاء میں مشغول تھے۔ استغراق کا یہ عالم تھا کہ چادر مبارک شانہ سے گر گئی اور آپﷺ گریہ وزاری میں مشغول تھے۔ حضرت صدیقؓ نے چادر شانہ پر درست کر دی۔ آپﷺ نے اسی عالم کیف میں ایک مٹھی سنگریزہ زمین سے اٹھایا اور اس پر شاہت الوجوہ پڑھ کر دم کیا اور قریش کی طرف پھینکا۔ کوئی کافر نہ بچا۔ جس کے آنکھوں میں نہ پڑا ہو۔ کفار اپنی آنکھیں ملنے لگے اور مسلمان ان کو قتل کرنے لگے۔ اسی کے متعلق اللہ پاک فرماتا ہے۔ ’’وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی ‘‘یعنی جب تم نے (سنگریزہ) پھینکا تھا تو تم نے نہیں پھینکا۔ بلکہ خدا نے پھینکا تھا الغرض تھوڑی دیر میں لڑائی کا رنگ بدل گیا۔ مسلمانوں کی فتح نمایاں نظر آنے لگی بڑے بڑے صنادید عرب مارے گئے۔ آخر مسلمانوں نے گرفتاریاں شروع کر دیں اور بہتوں کی مشکیں باندھ لیں۔ پھر یہ حال ہوا کہ کفار بھاگنا چاہتے تھے اور پناہ نہ ملتی تھی۔

امیہ بن خلف

مکہ میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کی امیہ بن خلف سے دوستی تھی۔ حضرت عبدالرحمٰن جا رہے تھے امیہ کی نظر پڑ گئی۔ بلایا اور مدد چاہی ان کے ہاتھ میں زرہ تھی یہ دیکھنے لگے اس نے امید دلائی کہ ہمیں بچاؤ زرہ کیا چیز ہے۔ انہوں نے زرہ وہیں ڈال دی اور امیہ بن خلف اور اس کے لڑکے علی بن امیہ کا ہاتھ پکڑا اور لے چلے۔ یہ امیہ وہی شخص تھا جو حضرت بلالؓ کو رمضاء مکہ میں لے جاتا اور گرم تپتے ہوئے ریت پر ان کو چت سلاتا۔ سینہ پر بھاری پتھر رکھتا اور کہتا کہ اس کو اسی طرح دھوپ میں پڑا رہنے دو۔ جب تک دین اسلام ترک نہ کرے یا مر نہ جائے۔ حضرت بلالؓ دھوپ اور پیاس میں تڑپتے اور احد احد کہتے۔ اس وقت جب یہ عبدالرحمٰن بن عوفؓ کے ساتھ تھا۔ حضرت بلالؓ کی نظر پڑ گئی چلا اٹھے کہ اللہ اکبر یہ تو راس الکفر امیہ ابن خلف ہے۔ لوگ جمع ہو گئے۔ عبدالرحمٰنؓ نے کہا کہ بلالؓ یہ میرا قیدی ہے۔ حضرت بلالؓ نے کہا اللہ اکبر یہ بچ گیا تو میری نجات نہیں ہے۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ اس کو بچانے لگے۔ بلالؓ نے انصار کو آواز دی کہ یہ راس الکفر امیہ بن خلف ہے۔ اگر یہ بچ گیا تو میری نجات نہیں ہے۔ لوگوں نے اس کو مارنا شروع کیا۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ بچانے لگے۔ حتیٰ کہ ایک مارا گیا۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ نے دوسرے کو کہا کہ زمین پر جھک جاؤ جھک گیا تو عبدالرحمٰنؓ اس کے اوپر جھک گئے اور اس کو اپنے نیچے لے لیا اور حضرت بلالؓ کہہ رہے تھے لا نجوت ان تجلی آخر انصار نے بغل سے تلوار بھونک کر اس کو قتل کر دیا۔

حضرت عکاشہ بن محصنؓ

مستند روایتوں سے ثابت ہے کہ اسی روز عکاشہ بن محصنؓ کی تلوار ٹوٹ گئی۔ حضورﷺ نے ان کو ایک شاخ درخت کی دی کہ اس سے لڑو۔ انہوں نے اس کو لے کر حرکت دی تو ان کے ہاتھ میں وہ نہایت نفیس تلوار ہو گئی۔ اس سے وہ غزوات میں برابر لڑا کرتے تھے۔ حتیٰ کہ حضرت صدیقؓ کے ایام خلافت میں شہید ہوئے۔

ایک کنوئیں میں ڈال دی جائیں۔ جب سب نعشیں ڈال دی گئیں تو پھر آپ ﷺ اس کنوئیں پر کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ اے عتبہ بن ربیعہ اے شیبہ بن ربیعہ اے فلاں اے فلاں کیا تم نے اپنے رب کے قول کو سچا پایا۔ ہم نے تو اپنے رب کے وعدہ کو ٹھیک ٹھیک سچ پایا۔

مراجعت: اس کے بعد تین روز تک حضور ﷺ یہاں مقیم رہے۔ پھر اموال غنیمت اور سب قیدیوں کو لے کر روانہ ہوئے۔ جب مقام صفراء میں پہنچے تو اموال غنیمت کو وہیں تقسیم کیا۔ مال غنیمت کی تقسیم کا اختیار سورۂ انفال میں نازل ہوا تھا وہیں نضر بن الحارث بن کلدہ کو قتل کیا۔ پھر جب عرق الظبیہ میں پہنچے تو وہاں عقبہ ابن ابی معیط کو قتل کیا۔ اس کے بعد مظفر ومنصور مدینہ میں داخل ہوئے۔ ہر جگہ مسلمانوں کا رعب چھا گیا۔ اطراف کے دشمن ڈرنے لگے۔ مدینہ کے بہت لوگوں نے اسلام قبول کیا۔ عبداللہ بن ابی منافق اور اس کے ساتھیوں نے بھی انہی ایام میں بظاہر اسلام قبول کیا۔

اصحاب بدر اور شہداء

کل تین سو سے کچھ زیادہ مسلمان غزوہ بدر میں سریک ہوئے۔ جس میں بیاسی مہاجر تھے۔ (۶۱) اوس کے لوگ اور (۱۷) خزرج کے آدمی تھے۔ ان میں (۲۲) شہید ہوئے۔ (۱۴) مہاجر (۶) اوس کے آدمی کفار کے (۷۰) قتل ہوئے اور (۷۰) قید۔ ان قیدیوں میں (۳) بنی ہاشم تھے۔ عباس، عقیل اور نوفل بن الحارث اصحاب بدر کی اس تعداد میں وہ لوگ داخل ہیں جو جنگ میں شریک نہ ہوئے۔ مگر غزوہ کا ثواب اور غنیمت میں ان کو حصہ ملا۔ بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ کچھ اوپر ساٹھ مہاجرین اور دو سو چالیس سے کچھ زیادہ انصار تھے۔ مگر اصحاب بدر کو نام بنام شمار کرنے سے وہ تعداد حاصل ہوتی ہے جو اوپر لکھی گئی۔

حضرت عثمان بن عفانؓ

حضرت عثمانؓ کی زوجہ حضرت رقیہؓ بنت رسول اللہ ﷺ سخت بیمار تھیں۔ اس لئے حضرت عثمانؓ اور حضرت اسامہ بن زیدؓ کو حضور ﷺ ان کی نگرانی کے لئے مدینہ میں چھوڑ دیا تھا اور یہ دونوں حضرات اسی لئے غزوہ بدر میں شریک نہ ہوسکے۔ جب یہاں فتح ہوئی تو حضور ﷺ نے زید بن حارثؓ کو فتح کی بشارت دینے کے لئے مدینہ روانہ کیا۔ حضرت اسامہؓ فرماتے ہیں کہ حضرت زیدؓ اس وقت آئے جب حضرت رقیہؓ کا انتقال ہوگیا تھا اور ہم لوگ دفن سے اسی وقت فارغ ہوئے تھے۔ حضرت اسامہؓ کہتے ہیں کہ ہم جب والد کے پاس گئے تو لوگ ان کو گھیرے ہوئے تھے اور وہ کہہ رہے تھے کہ عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، ابوجہل زمعہ بن الاسود، ابوالبختری، امیہ بن خلف، نبیہ بن الحجاج، نبیہ بن الحجاج سب قتل کئے گئے۔ ہم نے پوچھا کہ والد کیا واقعی یہ سچ ہے تو انہوں نے فرمایا کہ ہاں بیٹا سچ ہے۔

ابوالعاص بن الربیعؓ

قیدیوں میں رسول اللہ ﷺ کے داماد یعنی حضرت زینبؓ کے شوہر بھی تھے۔ یہ ابوالعاص ہالہ بنت خویلد کے لڑکے تھے اور ہالہ حضرت خدیجہؓ کی حقیقی بہن تھیں۔ اس لئے حضرت خدیجہؓ نے رسول اللہ ﷺ سے مشورہ لے کر اپنی لڑکی زینبؓ بنت رسول اللہ ﷺ کا نبوت سے پہلے ان کے ساتھ عقد کردیا تھا اور بیٹے کی طرح ان کے ساتھ محبت

ایک کنوئیں میں ڈال دی جائیں۔ جب سب نعشیں ڈال دی گئیں تو پھر آپ ﷺ اس کنوئیں پر کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ اے عتبہ بن ربیعہ اے شیبہ بن ربیعہ اے فلاں اے فلاں کیا تم نے اپنے رب کے قول کو سچا پایا۔ ہم نے تو اپنے رب کے وعدہ کو ٹھیک ٹھیک سچ پایا۔

مراجعت: اس کے بعد تین روز تک حضور ﷺ یہاں مقیم رہے۔ پھر اموال غنیمت اور سب قیدیوں کو لے کر روانہ ہوئے۔ جب مقام صفراء میں پہنچے تو اموال غنیمت کو وہیں تقسیم کیا۔ مال غنیمت کی تقسیم کا اختیار سورۂ انفال میں نازل ہوا تھا وہیں نضر بن الحارث بن کلدہ کو قتل کیا۔ پھر جب عرق الظبیہ میں پہنچے تو وہاں عقبہ ابن ابی معیط کو قتل کیا۔ اس کے بعد مظفر و منصور مدینہ میں داخل ہوئے۔ ہر جگہ مسلمانوں کا رعب چھا گیا۔ اطراف کے دشمن ڈرنے لگے۔ مدینہ کے بہت لوگوں نے اسلام قبول کیا۔ عبداللہ بن ابی منافق اور اس کے ساتھیوں نے بھی انہی ایام میں بظاہر اسلام قبول کیا۔

اصحاب بدر اور شہداء

کل تین سو سے کچھ زیادہ مسلمان غزوہ بدر میں سریک ہوئے۔ جس میں بیاسی مہاجر تھے۔ (۶۱) اوس کے لوگ اور (۱۷) خزرج کے آدمی تھے۔ ان میں (۲۲) شہید ہوئے۔ (۱۴) مہاجر (۶) اوس کے آدمی کفار کے (۷۰) قتل ہوئے اور (۷۰) قید۔ ان قیدیوں میں (۳) بنی ہاشم تھے۔ عباس، عقیل اور نوفل بن الحارث اصحاب بدر کی اس تعداد میں وہ لوگ داخل ہیں جو جنگ میں شریک نہ ہوئے۔ مگر غزوہ کا ثواب اور غنیمت میں ان کو حصہ ملا۔ بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ کچھ اوپر ساٹھ مہاجرین اور دو سو چالیس سے کچھ زیادہ انصار تھے۔ مگر اصحاب بدر کو نام بنام شمار کرنے سے وہ تعداد حاصل ہوتی ہے جو اوپر لکھی گئی۔

حضرت عثمان بن عفانؓ

حضرت عثمانؓ کی زوجہ حضرت رقیہؓ بنت رسول اللہ ﷺ سخت بیمار تھیں۔ اس لئے حضرت عثمانؓ اور حضرت اسامہ بن زیدؓ کو حضور ﷺ ان کی نگرانی کے لئے مدینہ میں چھوڑ دیا تھا اور یہ دونوں حضرات اسی لئے غزوہ بدر میں شریک نہ ہوسکے۔ جب یہاں فتح ہوئی تو حضور ﷺ نے زید بن حارثؓ کو فتح کی بشارت دینے کے لئے مدینہ روانہ کیا۔ حضرت اسامہ فرماتے ہیں کہ حضرت زیدؓ اس وقت آئے جب حضرت رقیہؓ کا انتقال ہوگیا تھا اور ہم لوگ دفن سے اسی وقت فارغ ہوئے تھے۔ حضرت اسامہؓ کہتے ہیں کہ ہم جب والد کے پاس گئے تو لوگ ان کو گھیرے ہوئے تھے اور وہ کہہ رہے تھے کہ عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، ابوجہل زمعر بن الاسود، ابوالبختری، امیہ بن خلف، نبیہ بن الحجاج، نبیہ بن الحجاج سب قتل کئے گئے۔ ہم نے پوچھا کہ والد کیا واقعی یہ سچ ہے تو انہوں نے فرمایا کہ ہاں بیٹا سچ ہے۔

ابوالعاص بن الربیعؓ

قیدیوں میں رسول اللہ ﷺ کے داماد یعنی حضرت زینبؓ کے شوہر بھی تھے۔ یہ ابوالعاص ہالہ بنت خویلد کے لڑکے تھے اور ہالہ حضرت خدیجہؓ کی حقیقی بہن تھیں۔ اس لئے حضرت خدیجہؓ نے رسول اللہ ﷺ سے مشورہ لے کر اپنی لڑکی زینبؓ بنت رسول اللہ ﷺ کا نبوت سے پہلے ان کے ساتھ عقد کر دیا تھا اور بیٹے کی طرح ان کے ساتھ محبت

کرتی تھیں۔ بعثت کے بعد حضرت خدیجہؓ اور زینبؓ مسلمان ہوگئیں۔ لیکن ابوالعاص مسلمان نہ ہوئے۔ اختلاف دین کی وجہ سے ان میں جدائی کرانی لازم تھی۔ لیکن مکہ میں چونکہ رسول اللہ ﷺ کا حکم نافذ نہ تھا۔ جدائی نہ ہوسکی۔ قریش نے جب حضور ﷺ کی مخالفت شروع کی تو ان سے کہا کہ تم قریش کی جس لڑکی کو چاہو اس سے تمہارا عقد کردیا جائے۔ مگر محمد ﷺ کی لڑکی کو چھوڑ دو۔ انہوں نے انکار کیا کہ یہ ہرگز نہیں ہوسکتا کہ ہم اپنے اہل کو بلاوجہ چھوڑ دیں۔ حالانکہ ابولہب کے لڑکوں نے قریش کے اسی طرح کہنے پر چھوڑ دیا تھا۔ حضور ﷺ ان کی اس ہمت کی تعریف کرتے تھے۔ یہ بدر میں قید ہوکر آئے اور حضرت زینبؓ مکہ میں تھیں تو جب دوسرے قیدیوں کے ورثاء نے اپنے قیدی چھڑانے کے لئے مکہ سے فدیہ بھیجا تو حضرت زینبؓ نے ان کے چھڑانے کے لئے فدیہ روانہ کیا۔ اس فدیہ میں حضرت زینبؓ نے مال کے ساتھ اپنا ایک ہار بھی بھیجا تھا۔ یہ ہار وہ تھا جو حضرت خدیجہؓ نے ان کے عقد کے وقت ان کو پہنا کر رخصت کیا تھا۔ اس ہار کو دیکھ کر حضور ﷺ پر سخت رقت طاری ہوئی اور آپ ﷺ نے صحابہ کرامؓ سے فرمایا کہ اگر تم لوگ پسند کرو تو زینبؓ کے قیدی کو چھوڑ دو اور اس کا مال بھی واپس کردو۔ سب صحابہ کرامؓ راضی ہوئے اور یہ چھوڑ دیئے گئے۔ ان سے اور حضور ﷺ سے جو گفتگو ہوئی اس کا کسی کو علم نہ ہوا۔ مگر واقعہ بدر کے ایک مہینہ بعد حضور ﷺ نے حضرت زید بن حارثہؓ اور ایک انصاری کو بھیجا کہ تم بطن یاجج میں جاؤ۔ وہاں زینبؓ آئیں گی۔ ان کو ساتھ لے آؤ۔ چنانچہ یہ لوگ روانہ ہوگئے۔ ابوالعاص جب مکہ گئے تو حضرت زینبؓ سے کہا کہ تم اپنے والد کے پاس مدینہ جاؤ۔ چنانچہ انہوں نے سفر کی تیاری شروع کردی۔ جب فارغ ہوئیں تو ابوالعاص کے بھائی کنانہ بن الربیع ایک اونٹ لے کر آئے اور ان کو لے کر روانہ ہوئے۔

جب قریش کو خبر ہوئی کہ حضرت زینبؓ اپنے باپ کے پاس جارہی ہیں تو چند شخصوں نے تعاقب کیا۔ سب سے آگے حبار بن الاسود تھا۔ اس نے ایک تیر مارا جو حضرت زینبؓ کے ہودج سے آکر لگا۔ حضرت زینبؓ حاملہ تھیں۔ اس صدمہ سے حمل ساقط ہوگیا۔ کنانہ نے اپنا تیر کمان اٹھایا اور کہا کہ اگر کوئی آگے بڑھا تو میں مار ڈالوں گا۔ اتنے میں ابوسفیان آگیا اس نے قریش کے لوگوں کو ٹھنڈا کیا اور کنانہ کو سمجھایا کہ ابھی بدر کا واقعہ تازہ ہے اور تم ان کو اسی طرح علانیہ لے جاتے ہو۔ یہ کیا عقلمندی ہے۔ ہم کو محمد ﷺ کی لڑکی کے روکنے سے کوئی فائدہ نہیں ہے۔ مگر تم اس طرح نہ لے جاؤ۔ ابھی واپس چلو کسی روز پوشیدہ لے جائیو۔ کنانہ نے مان لیا اور چند روز کے بعد شب کے وقت زید بن حارثہؓ تک پہنچادیا۔ اس طرح حضرت زینبؓ مدینہ چلی گئیں اور ابوالعاص سے جدائی ہوگئی۔ چھ برس کے بعد ابوالعاص ایمان لائے اور پہلے ہی نکاح پر ان دونوں کے تعلقات پھر قائم ہوگئے۔

ایک جماعت جو مقتول ہوئی ہجرت نہ کرنے سے

حضور ﷺ جب مکہ میں تھے تو حارث بن زمعہ بن الاسود، الوقیس بن الفاکہ بن المغیرہ، ابوقیس ابن الولید بن مغیرہ، علی بن امیہ بن خلف، عاص بن منبہ بن الحجاج ایمان اور اسلام قبول کرچکے تھے۔ لیکن جب حضور ﷺ نے ہجرت کی تو ان لوگوں کو ان کے آبا اور قبائل نے روک لیا۔ یہ اپنے لوگوں کے مطیع رہے۔ حتیٰ کہ بدر میں کفار کے ساتھ مسلمانوں کے مقابل لڑنے آئے اور آخر یہ سب مارے گئے۔ اصحاب سیر لکھتے ہیں کہ انہی لوگوں کے حق میں یہ

آیت نازل ہوئی:’’ان الذین توفاهم الملائکة ظالمی انفسهم قالوا فیم کنتم قالوا کنا مستضعفین فی الارض قالوا الم تکن ارض اللّٰه واسعة فتهاجروا فیها فاؤلئك ماواهم جهنم وسأت مصیرا‘‘

حضور نبی کریم ﷺ نے منع فرمایا کہ مسلمان ہجرت کی استطاعت ہونے پر کفار کے ساتھ نہ رہیں اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں اسی سے بری ہوں جو مسلمان ہوکر کافروں کے درمیان مقیم رہے اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو کافروں کے ساتھ سکونت اختیار کرلے وہ انہی کے مثل ہے اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہجرت منقطع نہ ہوگی۔ جب تک توبہ منقطع نہ ہو اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ عنقریب ہجرت پر ہجرت ہوگی تو زمین کا بہترین شخص وہ ہوگا جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ہجرت کی جگہ کو اختیار کرے۔ دوسری جگہ اشرار رہ جائیں گے۔ اس کا حشر بندروں اور خنزیروں کے ساتھ ہوگا۔

قیدیوں سے سلوک

حضور ﷺ قیدیوں کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کرتے تھے۔ بدر کے قیدیوں کو صحابہؓ نے سختی سے بندھا تھا۔ وہ لوگ بے چین تھے۔ رونے کی آواز سن کر حضور ﷺ تمام رات سوئے نہیں۔ صحابہ کو معلوم ہوا تو بعض صحابہؓ نے حضرت عباسؓ کی بندش ڈھیلی کردی۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ سب قیدیوں کی بندش ڈھیلی کردو۔ حضور ﷺ کا قاعدہ تھا کہ ایک خاندان کے کئی شخص گرفتار ہوں تو ان میں تفریق ناپسند فرماتے تھے اور فرماتے تھے کہ جو شخص لڑکوں کو قید میں ان کی ماں سے جدا کرے۔ خداوند کریم قیامت کے روز اس کو اس کے احباب سے جدا کرے گا۔

حضور ﷺ کا قاعدہ تھا کہ قیدیوں کے ساتھ مختلف حالتوں میں جیسی مصلحت ہوتی ویسا سلوک کرتے۔ اسلام کے ساتھ جس کی دشمنی شدید ہوتی اس کو قتل کرتے۔ بعض کے فدیہ میں مال لے کر اس کو چھوڑ دیتے اور وہ مال عام اسلامی ضرورتوں میں صرف ہوتا اور مسلمانوں کے کام آتا۔ کسی کو مسلمان قیدی کے بدلہ میں چھوڑتے۔ کسی کو یونہی بلاکسی بدلہ کے چھوڑ دیتے۔

ثمامہ ابن اثال حنفی یمامہ کے رئیس تھے۔ قید ہوکر آئے۔ صحابہ کرامؓ نے ان کو مسجد کے ستون سے باندھ دیا۔ حضور ﷺ نے پوچھا ثمامہ کیا حال ہے۔ انہوں نے کہا کہ اگر قتل کیجئے تو بدلہ ہوگا۔ معاف کیجئے تو مشکور ہوں گا اور فدیہ لیجئے تو مال حاضر کروں۔ ان کو حضور ﷺ نے تیسرے روز بلافدیہ چھوڑ دیا۔ وہ مسلمان ہوگئے اور بڑے ثابت قدم رہے۔ سلمہ بن الاکوعؓ کو ایک لونڈی کسی غزوہ میں ملی تھی۔ ان سے مانگ کر مسلمان قیدیوں کے فدیہ میں مکہ بھیجا۔ جویریہ بنت الحارث سے آپ ﷺ نے عقد کیا تو بنی اوس کے ایک سو قیدی کو اس رشتہ کی وجہ سے چھوڑ دیا گیا۔ صلح حدیبیہ میں ستر آدمی قید ہوئے۔ ان کو بلاکسی معاوضہ یا شرط کے چھوڑ دیا۔ بدر کے قیدیوں کے ساتھ بھی مختلف برتاؤ ہوا۔ عقبہ بن ابی معیط اور نضر بن الحارث دین کی دشمنی میں سخت تھے ان کو قتل کردیا۔ اوروں سے فدیہ لے کر چھوڑا۔ جن لوگوں کے پاس مال نہ تھا ان سے کہا کہ انصار کے لڑکوں کو لکھنا سکھادیں۔ یہی ان کا فدیہ ہوا۔ کچھ لوگوں کو بغیر فدیہ اور بدلہ کے چھوڑ دیا۔

مکہ اور مدینہ کے خلاف یہودی سازشیں!

قاری عبدالوحید قاسمی

قرآن مجید میں ارشاد خداوندی ہے کہ یہودی اور مشرک تمہارے اور دین اسلام کے سخت ترین دشمن ہیں۔ پوری انسانیت میں سے تمام مسلمانوں کو خصوصاً مسلم حکمرانوں کو ان سے تعلقات قائم کرنے کے لئے قرآن مجید سے رہنمائی حاصل کرنی چاہئے اس لئے کہ قرآن وحدیث میں ان سے تعلقات کے حوالے سے حدود مقرر کی ہیں۔ ان سے تجاوزات نہیں کرنے چاہئیں۔ مگر یہ مسلم حکمرانوں کا حال ہے کہ انہوں نے تمام شرعی حدود کو پامال کر کے پوری اسلامی دنیا کو شدید بحران کا شکار کر دیا ہے اور ان مسلم حکمرانوں کے تعلقات اور معاہدوں سے اب یہود پوری اسلامی دنیا کے خلاف جہاں چاہتا ہے دہشت گردی کرتا ہے اور الٹا دھمکیاں بھی دیتا ہے۔ جس سے مسلم حکمران خوف زدہ ہیں۔ یہودی لابی ایک منظم سازش کے تحت حرمین شریفین کے گرد اپنے ۱۳۱ اڈے قائم کر چکی ہے اور اپنے ناپاک عزائم کی تکمیل کے لئے کوشاں ہیں۔

دوسری خطرناک سازش کے تحت وہ بحر احمر پر قبضہ کرنا چاہتا ہے۔ اس لئے کہ بحر احمر کے مشرقی کنارے پر اسلام کے دونوں مراکز مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ واقع ہیں۔ تاریخ سے یہ بھی ثابت ہے کہ عیسائی بادشاہ ابرہہ نے بحر احمر کو عبور کر کے بیت اللہ پر چڑھائی کی تھی اور دہشت گردی کی ناپاک کوشش کی تھی۔ مگر قیامت تک آنے والوں کے لئے عبرت کا نشان بن گیا۔ صحیح حدیث شریف میں ہے کہ قیامت سے پہلے جو کافر حبشہ سے بیت اللہ پر حملہ آور ہوں گے وہ بھی بحر احمر سے گزر کر آئیں گے۔ یہی وجہ ہے کہ اسرائیل بحریہ کے سربراہ نے کہا تھا کہ ہم ایسے منصوبے پر کام کر رہے ہیں۔ جس کے نتیجہ میں بحر احمر ہمارے ہاتھوں میں ہوگا۔ پھر یہ بحر یہود یا بحر اسرائیل کہلائے گا۔ یہودیوں کے یہ تمام منصوبے اور سازشیں اسی منظم سازش کا حصہ ہے۔ جو وہ مکہ ومدینہ کے خلاف کر رہے ہیں۔ قبلہ اوّل کے بعد قبلہ ثانی کے خلاف انتہائی خطرناک سازشوں میں مصروف ہیں۔ مگر وہ پہلوں کی طرح منہ کی کھائیں گے۔ انشاء اللہ حرمین کے گرد ۱۳۱ اڈوں کے بعد بحر احمر پر قبضہ کرنا اس کے ساتھ ساتھ کچھ سالوں سے سعودیہ عربیہ میں عیسائیوں کی طرف سے ان میں پاکستانی عیسائی بھی کافی تعداد میں شریک ہیں۔ وہ وہاں جہاں حرمین شریفین کے خلاف یہودی سازشوں کو پروان چڑھا رہے وہاں وہ عرب مسلمان کو مرتد بنا رہے ہیں۔ ان سازشوں میں قادیانی بھی اپنا بھرپور حصہ ڈال رہے ہیں۔ خصوصاً پاکستانی قادیانی اس حوالے سے چند گذشتہ سال کی اخباری خبروں کو مدنظر رکھیں۔

۱...... جدہ میں دو بھارتی عیسائیوں کو عیسائیت کی تبلیغ کرتے ہوئے گرفتار کر لیا گیا۔

۲...... ریاض پولیس کا چھاپہ ۴۰ پاکستانی عیسائی گرفتار۔

۳...... پوری دنیا سمیت پاکستانی قادیانیوں نے حج کے لئے اپنے اپنے گروپ بنائے ہیں۔

قادیانی مرکز لندن سے اعلان جاری کر دیا گیا اور گذشتہ سال حج کے بعد جدہ مکہ ومدینہ سے کافی تعداد

میں قادیانی گرفتار بھی ہوئے تھے۔ ان سازشوں میں سے ایک سازش یہ بھی تیار کی گئی ہے کہ سعودی عرب کو تقسیم کیا جائے۔ گذشتہ دنوں امریکہ میں یہودی لابی میں یہ بحث زوروں پر تھی کہ سعودی عرب کو تین حصوں میں تقسیم کیا جائے:

۱...... ایک حصہ منطقہ شرقیہ میں دمام۔ ھفوف اور خطیب کے اہم شہر شامل ہیں۔ جہاں شعیہ آبادی کی کثرت ہے۔ شیعہ ریاست قائم کی جائے۔

۲...... دوسرا حصہ ریاض اور جدہ سمیت حجاز کے دیگر علاقوں پر مشتمل ہو مکہ اور مدینہ کو ملا کر ایک خودمختاری ہولی سٹیٹ بنائی جائے جس کا کل رقبہ پانچ سو کلومیٹر تجویز کیا گیا ہے۔

۳...... باقی جو علاقے بچے ہیں۔ ان پر ایک الگ ریاست قائم کی جائے۔ بظاہر تو یہ نئی تجویز نظر آتی ہے۔ مگر حقیقت میں یہ وسیع تر اسرائیل کا حصہ ہے۔ جس کے نقشے تل ابیب میں امریکہ کی مشاورت اور سرپرستی میں قائم کی جاتی ہیں۔ عرب اور مسلم حکمرانوں اور مسلم امہ کی بے حسی ہے کہ وہ اسرائیل اور یہودی لابی کے خطرناک ارادوں اور سازشوں سے نہ صرف غافل ہیں۔ بلکہ اس کے تخریبی عزائم میں اس کی معاونت کر رہے ہیں۔ ان کی اسلام، مسلم اور بیت اللہ کے خلاف سازشوں میں شریک جرم ہیں۔ فلسطین، عراق، افغانستان اور کشمیر قبائلی علاقوں میں امریکہ اور یہودیوں کی دہشت گردی کے بعد ہر مسلم حکمران اپنی اپنی خیر منانے کے چکر میں ہے مگر ان کے چکر کامیاب نہیں ہو سکتے۔ وہ یہودی لابی کے خطرناک سازشوں میں پھنس چکے ہیں۔ ان تمام سازشوں کا مقصد واحد صرف اور صرف یہ ہے کہ یہودی لابی اپنے اصل سازش کی طرف بڑی تیزی سے آرہی۔ وہ خطرناک سازش ہے حرمین مکہ و مدینہ کو دہشت گردی کے ذریعہ ختم کردے۔ امریکی یہودی لابی اس خطرناک سازش کو کئی دفعہ ظاہر کر چکی ہے۔ ملاحظہ فرمائیں ۳۰ رفروری ۲۰۰۲ء میں ہفت روزہ سنڈے ٹائمز کے اسلام آباد نے اس سازش کو اس طرح بے نقاب کیا: ’’خانہ کعبہ پر حملہ (نعوذ باللہ) کو تباہ اور لاکھوں مسلمانوں کو شہید کرنے کا منصوبہ۔‘‘ اور اس خبر کے ساتھ انہوں بیت اللہ کے چھ فوٹو بھی شائع کئے۔ آخری فوٹو میں دکھایا گیا کہ بیت اللہ اور مکہ مکرمہ حاجیوں سمیت جل رہا ہے۔ اور یہ سب کچھ یہودیوں کی ایک ویب سائٹ پر موجود ہے جو اس ویب سائٹ پر دیکھا گیا۔ اس کا اس وقت یہ پتہ تھا کھولنے کے لئے، جب یہ انکشاف ہو گیا تو اس کے بعد اس کو www.inin.net/from the jews.jpg بند کر دیا گیا۔ مگر سازشیں خطرناک منصوبے تو بند نہیں کئے۔ بلکہ ان سازشوں پر عمل تیز تر کر دیا گیا اور جس یہودی نے یہ ویب سائٹ بنائی اور امریکہ اور یہودیوں سے مطالبہ کیا۔ وہ امریکی صحافی رچ لوری تھا اور اخبار کی اطلاع کے مطابق اس کے بعد اس پر اچانک فالج کا شدید حملہ ہوا۔ اوھایو میڈیکل ہسپتال کے ڈاکٹروں نے رچ لوری کی اچانک بیماری کی اطلاع دیتے ہوئے کہا اس کی کوئی وجہ سمجھ میں نہیں آرہی اور وہ پاگل ہو کر مر گیا۔ ان کی سمجھ میں خدائی عذاب کیا آئے۔ یہ تو بیت اللہ کی عظمت کی نشانی ہے اور جب کوئی اس کی عظمت کے خلاف کوئی بھی سازش کرتا ہے تو پھر حفاظت کے لئے خدائی نظام حرکت میں آجاتا ہے۔ اس لئے کہ بیت اللہ شعائر اللہ میں داخل ہے۔ اس لئے اس کی حفاظت ہمیشہ ہوتی رہی ہے آج بھی ہوگی۔ بلکہ قیامت تک ہوتی رہے گی۔ اس کے خلاف تمام منصوبے باز رچ لوری کی طرح

پاگل ہوجایا کریں گے۔ بیت اللہ! اللہ کا گھر ہے۔ اس کی حفاظت اللہ نے ہر دور میں کی ہے۔ آج بھی کرے گا۔ اس کی عظمت پر ہاتھ ڈالنے والے نشان عبرت بنتے رہے۔ آج بھی بنیں اور قیامت تک بنتے رہیں گے۔ انشاء اللہ!

یہودیوں اور یہودی نوازوں کو واقعہ اصحاب فیل بار بار پڑھنا چاہئے۔ چودہ سو سال پرانا واقعہ ہے مقصد اس کا بیان کرنے کا یہ ہے کہ اگر یہودیوں نے اس سازش کو تیار کرلیا ہے اور اس پر عمل کرنے کے لئے وہ موقع کی تلاش ہے تو ان یہودیوں کو معلوم ہونا چاہئے کہ ہمارا مکمل ایمان ہے کہ خدا پوری کائنات کا واحد مالک وخالق ہے۔ اس کا کوئی مدمقابل نہیں ہے۔ اس کی مرضی کے بغیر ایک پتہ نہیں ہلتا تو پھر وہ اپنے گھر کو یہودیوں کی سازش سے کیسے گرنے دے گا۔ ابرہہ کی طرح تباہ ہوجاؤ گے۔ آج اگر امریکہ اور یہودی لابی یہ خیال کرتی ہے کہ عراق، فلسطین، افغانستان قبائلی علاقوں پر دہشت گردی پر ہمیں چھوڑ دیا گیا۔ بلکہ ہماری آج تک مدد ہورہی ہے تو بیت اللہ پر دہشت گردی کرکے بچ جائیں گے۔ یہ ان کی بھول ہے اور ان کے ہمنواؤں کی بھی بھول ہے۔ ہاں اگر مسلم حکمران امریکہ اور یہودیوں سے خائف ہیں تو مسلمان آپ ﷺ کے دادا عبدالمطلب کا جواب دینا ہی کافی سمجھیں گے۔ بیت اللہ خدا کا ہے وہ اس کی حفاظت خود کرے گا۔

حال ہی میں امریکہ صدارتی امیدوار ٹام ٹینکریڈو نے کہا کہ امریکہ کی حفاظت مکہ ومدینہ پر حملہ سے ہے۔ وہ کئی قسم کی دھمکی دے چکا ہے۔ ان سازشوں کے انکشاف ہونے کے بعد خصوصاً سعودیہ عربیہ کی حکومت امام حرمین شریفین اور علماء عرب اور پوری دنیا کے مسلمانوں خصوصاً علماء کرام کی ذمہ داری ہے کہ وہ بیت اللہ اور مسجد نبویؐ کے خلاف یہودی کو واشگاف الفاظ میں بتادیا جائے کہ آئندہ کے لئے اگر اس نے ہمارے مقدس شہروں کے خلاف سازشوں کا سلسلہ بند نہ کیا تو پھر یہودیوں کو پوری دنیا میں نشان عبرت بنادیں گے۔ سعودی عرب اور مسلمانوں کی حکومتیں امریکہ سے تمام تعلقات منقطع کرنے کا اعلان کریں۔ سعودی حکومت سعودی عرب میں غیر مسلموں کے ویزوں کے بارے میں سخت قوانین بنائے یا پورے سعودیہ میں حرمین کی طرف ان کے داخلے پر پابندی لگائے اور مسلم دنیا سے افرادی قوت لائی جائے۔ جن ممالک کے غیر مسلم اگر سعودیہ میں ارتداد کی تعلیم وتبلیغ کرتے ہوئے گرفتار ہوجائیں۔ اس ملک کے خلاف کارروائی کی جائے اور آئندہ کے لئے ان کے ویزوں کو بند کرنے کا اعلان کیا جائے۔ امام الحرمین اور سعودی علماء کرام اور پوری دنیا کے مسلمان یہودی لابی کی ان خطرناک منصوبوں کو معمولی نہ سمجھیں۔ بلکہ سنجیدگی سے ان سازشوں کو ناکام بنانے کے لئے مشترکہ جدوجہد کی جائے۔ ورنہ دنیا اور آخرت میں ذلت ہمارا مقدر ہوگی۔ صرف اسمبلی میں قرارداد مذمت کافی نہیں ہے۔ عملی اقدامات کئے جائیں۔ لال مسجد وجامعہ حفصہ کی طرح بعد میں صرف اخباری بیانات کی طرح نہ کیا جائے۔ اس جرم عظیم کی سزا ضرور ملے گی۔ خصوصاً پاکستان کے حکمرانوں کو جنہوں نے لال مسجد اور جامعہ حفصہ میں تاریخ کا بدترین ظلم کا مظاہرہ کیا ہے۔ آج بیت اللہ اور بیت اللہ کی بیٹیاں مساجد اور ان مساجد کو آباد کرنے والے طلباء وطالبات شہداء کی ارواح، لاپتہ طلباء طالبات کی آواز پر اگر کان نہ دھرے گئے۔ جیسے پہلے غفلت کی تو پھر عذاب عام کے لئے تیار ہوجانا چاہئے۔ عالم اسلام کے مسلمانوں کو بیت اللہ اور اس کی بیٹیوں مساجد کی آواز پر فوراً لبیک کہنا چاہئے۔

تکبیر اور تعظیم شعائر کا مقدس دن...عید!

مولانا سید محمد میاںؒ

لفظ عید اور اس کی حقیقت

’’عید‘‘ عربی لفظ ہے۔ہم اس کو نام کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔جیسے’’ہولی‘‘،’’دیوالی‘‘ ایک تہوار مانا جاتا ہے۔شب برأت اور محرم کو کہا جاتا ہے۔ایسے ہی عید اور بقر عید بھی دو تہواروں کے نام سمجھے جاتے ہیں۔مگر اپنے اصل وحقیقت کے لحاظ سے’’عید‘‘ کے یہ معنی نہیں ہیں۔

عید، عود، عود، عادت۔ان سب الفاظ کا ماخذ ایک ہی ہے اور بار بار ہونے کا مفہوم اس ماخذ یعنی عود کا بنیادی نقطہ اور مرکزی مفہوم ہے۔اس بناء پر ہر دن’’عید‘‘ ہے۔کیونکہ وہ بار بار آتا رہتا ہے اور نہ صرف دن بلکہ ہر ایک رات اور ہر ایک شب دیجور کو بھی’’عید‘‘ کہا جاسکتا ہے۔کیونکہ اس کا چکر بھی برابر چکتا رہتا ہے اور وہ بھی یکے بعد دیگرے مسلسل آتی رہتی ہے۔لیکن محاورہ اور عرف عام نے کچھ حدیں قائم کردیں۔’’ع ی د‘‘ کے اس لفظی قالب میں مسرت اور خوشی کی روح پھونکی گئی ہے۔کامیابی اور بامرادی کا ہار اس کے گلے میں ڈالا گیا اور اجتماعی زندگی کا تاج اس کے سر پر رکھا گیا۔یعنی’’عید‘‘ اس پر مسرت اور بامراد دن کو کہا جانے لگا۔جو اجتماعی اور قومی زندگی کی تاریخ میں کسی کامیابی اور کامرانی کا مالک ہوا اور اس کی یاد بار بار دلا کر جسم ملت کو سوکھی رگوں میں مسرت کی امنگ اور خوشی کی تازگی پیدا کرتا رہتا ہو۔

لفظ اور معنی کے تجزیہ اور تحلیل کے بعد ہم اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ لفظ’’عید‘‘ اپنے مأخذ کے لحاظ سے کچھ ہی معنی رکھتا ہو۔مگر محاورہ اور عرف عام میں وہ’’ہندی‘‘ لفظ تہوار کا مفہوم ادا کرتا ہے۔

عید اور تہوار میں فرق

جہاں تک عربی لغت کا تعلق ہے عید اور تہوار ایک ہی مفہوم کے دو نام ہیں۔یعنی جس کو تہوار کہا جاتا ہے اس کو عید کہا جائے گا اور حقیقت یہ ہے کہ عرب کے قومی مذاق نے بھی عید اور تہوار میں کوئی خاص فرق نہیں کیا تھا۔

بقول حضرت سیدنا شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلویؒ جس طرح ایران کے عجمی دو تہوار’’نوروز‘‘ اور’’مہرجان‘‘ منایا کرتے تھے۔مدینہ کے عرب بھی ان دونوں تہواروں کے عادی ہوچکے تھے۔ایرانی ان دونوں تہواروں کے لئے فارسی الفاظ نوروز اور مہرجان استعمال کیا کرتے تھے۔عربوں نے ان کے لئے اپنے یہاں کا ٹکسالی لفظ’’عید‘‘ بولنا شروع کردیا تھا۔یعنی ایک ہی روح کے لئے دو قالب اور ایک ہی منشاء کی تعبیر کے دو عنوان تھے۔ایک فارسی اور ایک عربی۔

خاتم الانبیاء رحمۃ اللعالمین ﷺ، اللہ عزوجل کا آخری پیغام اور نوع انسان کے لئے مکمل ترین تہذیب لے کر مدینہ طیبہ پہنچے تو آپ ﷺ نے جس طرح قوم کی تمام عادتوں اور ان کے ہر ایک رسم ورواج پر تنقیدی نظر

فرما کر اصلاح فرمائی۔ اس رسم پر بھی تبصرہ فرما کر اس کی اصلاح فرمائی۔ ’’ابدلکم اللہ خیرا منہا یوم الاضحی ویوم الفطر ‘‘(یعنی اللہ نے ان دونوں کے بدلے میں دو تہوار دیئے ہیں جو ان دونوں سے بہتر ہیں۔ ’’عید قربان‘‘ اور ’’عید الفطر‘‘) یعنی یہ حقیقت کہ خوشی کے دن ہوں۔ چھوٹے اور بڑے سب ہی حسب حیثیت عمدہ لباس پہنیں، بن سنور کر نکلیں۔ ملیں جلیں اور خوشی منائیں۔ اس حقیقت کو ملحوظ رکھتے ہوئے ترمیم کر دی گئی کہ یہ دو دن نوروز اور مہرجان نہیں۔ بلکہ فطر اور اضحیٰ کے دو دن ہیں۔

کیوں......؟

کیا معاذ اللہ قومی تعصب تھا۔ جس نے یہ ترمیم ضروری قرار دی یا کوئی اصلاحی مقصد تھا۔ جس کے لئے یہ ترمیم ضروری سمجھی گئی۔ حقیقت یہ ہے کہ دین فطرت یعنی اسلام کی خصوصیت یہ ہے کہ وہ فطرت کا گلا نہیں گھونٹتا۔ البتہ اس کی کج روی اور بے اعتدالی دور کر دیتا ہے۔ اس کا یہی فعل یہاں بھی ہوا ہے۔ یعنی فطری مطالبہ کو پورا کرتے ہوئے اس میں وہ خوبی پیدا کر دی گئی ہے کہ وہ صرف نفسانی اور مادی چیز ہی نہیں رہی۔ بلکہ سراسر عبادت اور ایک روحانی حقیقت بن گئی ہے۔ اسلامی تعلیم کا حاصل یہ ہے کہ خوشی ضرور مناؤ۔ فطرت کے اس تقاضے کو کہ سال میں ایک دو روز ایسے ضرور ہوں۔ جن میں اپنی تہذیب قومی اور ملی شان وشوکت کا مظاہرہ ہو۔ ضرور پورا کیا جائے۔ مگر ان دونوں کے مقرر کرنے اور منانے میں زمانۂ جاہلیت کا ذوق اور جاہلانہ جذبات کارفرما نہ ہوں۔ بلکہ اس کا محرک کوئی سچا اور پاک جذبہ ہونا چاہئے۔

آباء پرستی حرام ہے۔ مادہ پرستی شرک ہے اور ایسا ترنگ اور ایسی عیش وعشرت جو جامۂ انسانیت کو چاک اور جبیں تہذیب کو داغ دار بنادے۔ خود تہذیب پر ظلم ہے۔ لہٰذا ’’عکاظ‘‘ اور ’’ذی المجاز‘‘ جیسے تہوار اور میلے جن میں خاندانی عظمت اور آباء واجداد کے مفاخر میں فصاحت وبلاغت کی تمام طاقتیں صرف کر دی جائیں۔ یا نوروز اور مہرجان جیسے تہوار جن میں موسم بہار کے نام پر زندگی کی بہار میں بحران پیدا کیا جائے اور خورد ونوش کی وسعت کو رقص وطرب کے دائرہ تک پہنچا کر عیش وعشرت کی داد دی جائے۔ یہ انسانیت وتہذیب وشرافت کی پیشانی پر بدنما داغ ہیں۔ ان میں سے ایک ایک کو مٹ جانا چاہئے۔

یعنی اسلام کا بنایا ہوا تہوار نسلی برتری، خاندانی فخر وعظمت، آباء واجداد کے مفاخر یا موسم بہار وخزاں کے مادی اثرات کی بناء پر نہیں ہونا چاہئے۔ بلکہ آباء و پرستی کے بجائے خدا پرستی، خاندانی فخر وعظمت کی بجائے اخلاص وللّٰہیت اور عیش وعشرت کے بجائے ایثار وقربانی کے جذبات اس میں کارفرما ہونے چاہئیں اور وہ دن ایسے ہوں کہ ان سے اگر یاد ہو سکے تو انہیں پاک جذبات کی اور انہیں مقدس رجحانات کی۔ تاکہ انسانی فطرت کا تقاضا اسی طرح پورا ہو کہ عبدیت وبندگی خدا پرستی اور انسانی شرافت وعظمت کے آثار بھی نمایاں رہیں اور اسلام جس انسانیت کی تعلیم دیتا ہے اس کی زندہ تصویر سامنے آ سکے اور یہ جو انفرادی طور پر زندگی کا نصب العین ان الہامی الفاظ میں بیان کیا جاتا ہے۔ ’’ان صلوٰتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العالمین ‘‘(بے شک میری نماز، میری قربانی،

میری زندگی اور میری موت سب اللہ رب العالمین کے لئے ہے) یہ مقدس نصب العین اجتماعی صورت میں بھی سامنے آجائے۔

اسلام نے خداپرستی کی تصویر میں اخلاص وصداقت کا رنگ بھرنے کے لئے سب سے پہلے روزے کی تلقین کی ہے۔ جس کی شان اخلاص کا اندازہ حدیث قدسی کے اس جملہ سے ہوسکتا ہے۔ ’’الصوم لی وانا اجزی بہ‘‘ (روزہ صرف میرے لئے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا) اخلاص وایثار اور قربانی کی آخری حدودہ ہے کہ انسان سب کچھ حتیٰ کہ آل واولاد کو بھی قربان کرڈالے۔

اسلام نے فطرت انسان کو دعوت دی کہ شان وشوکت، زیبائش وآرائش اور انبساط ومسرت کی تمام جلوہ آرائیاں، اخلاص وصداقت کے انہیں دومحوروں پر ہونی چاہئیں۔

۱...... جب ماہ رمضان ختم ہو اور ایک خداپرست، ایثار واخلاص، خدمت خلق اور ہمدردیٔ نوع کا ایک کورس پورا کر چکے ہیں۔ اس کا نام عیدالفطر ہے۔ یعنی مسرت کا وہ دن جس کا محرک اور منبع یہ ہے کہ رمضان المبارک کا مہینہ گذارنے کے بعد آج روزہ کشائی ہوئی ہے۔

۲...... جب والہانہ جذبات کے ساتھ اس بیت عتیق میں حاضری ہو۔ جس کے بانی (حضرت ابراہیم علیہ السلام) نے پہلے اس ’’وادیٔ غیرذی زرع‘‘ میں اپنی مالوفات (رفیقۂ حیات حضرت ہاجرۃؓ اور شیرخوار لخت جگر حضرت اسماعیل علیہ السلام) کو چھوڑ کر اس کے بعد انسانی تمناؤں کے آخری سہارے کو قربان کر کے عاشقان پاک طینت کے لئے مقدس مثال قائم کی تھی۔

یہ دوعیدیں ہیں جن کی اسلام نے تعلیم دی ہے۔ ان کے سلسلہ میں لکھنے اور کہنے کی باتیں تو بہت کچھ ہیں مگر مناسب اور بہتر یہ ہے کہ قول کے بجائے فعل کی طرف توجہ دی جائے۔

توہین رسالت پر مبنی قادیانی لٹریچر پر پابندی عائد کی جائے

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے سیکرٹری اطلاعات مولوی فقیر محمد نے وزیراعظم اور وزیراعلیٰ سے مطالبہ کیا کہ غیرمسلم قادیانی جماعت کی طرف سے توہین رسالت پر مبنی لٹریچر شائع کرنے پر قادیانی جماعت کے سربراہ مرزا مسرور احمد اور مقامی صدر مرزا خورشید احمد قادیانی غیرمسلم کے خلاف زیردفعہ 295 سی تعزیرات پاکستان مقدمات چلائے جائیں اور جعلی قادیانی مذہب اور نبوت کا پرچار کرنے پر زیردفعہ 298 سی اور 298 سی خاص قانون کے تحت بھی مقدمات چلائے جائیں۔ انہوں نے کہا کہ مرزا مسرور احمد غیرمسلم قادیانی نے انگریزی ترجمہ تشریح پر مبنی قادیانی قرآن شائع کیا ہے۔ جس میں قادیانی جعلی نبی مرزا غلام احمد قادیانی غیرمسلم آنجہانی کو احمد نبی لکھا تھا۔ اس سے پہلے مرزا جعلی نبی نے ایک غلطی کا ازالہ الہام چھاپا تھا۔ جس سے خود کو جعلی محمد رسول اللہ ہونے کا دعویٰ کیا تھا۔ مقام افسوس ہے کہ حکومت فرقہ واریت پر مبنی لٹریچر ضبط کر رہی ہے اور غیرمسلم قادیانی جماعت کو کھلی چھٹی دے رکھی ہے۔ جس کا سلسلہ بند کیا جائے۔

اعتکاف......فضائل ومسائل!

مولانا مفتی مجیب الرحمٰن

اعتکاف کی حقیقت

اعتکاف کا مطلب اوراس کی حقیقت یہ ہے کہ بندہ سارے دنیاوی تعلقات اور مصروفیات کو چھوڑ کر اپنے خالق کی عبادت اور ریاضت میں مشغول ہو جائے اور رب العزت کی معرفت اور محبت جتنا انسان میں رچتی چلی جاتی ہے اتنا ہی انسان باقی تعلقات میں وحشت سی محسوس کرنے لگتا ہے۔ اس لئے بہت سے مشائخ بہت زیادہ گوشہ نشین رہتے تھے اور خلوت میں رہنے کو پسند فرماتے تھے۔ اگر کوئی پوچھتا کہ تنہائی سے آپ کو وحشت محسوس نہیں ہوتی تو فرماتے، وحشت کیسی ہمارا محبوب جو ہمارے ساتھ ہوتا ہے۔ دنیا کے جھوٹے عشق میں مبتلا عاشق اپنے معشوق کے ساتھ خلوت میں وصال کو پسند کرتا ہے اور ساری دنیا سے منقطع ہو کر بھی اگر اس کو وصل محبوب میسر آتا ہو تو اس کو وہ سستا سودا سمجھتا ہے۔ جس کو اللہ رب العزت سچا عشق نصیب فرمادیں۔ وہ کہیں بڑھ کر اپنے محبوب حقیقی کے ساتھ خلوت کو قیمتی سمجھتا ہے۔ اللہ رب العزت ہم سب کو عشق حقیقی نصیب فرمائے۔ آمین ثم آمین!

اعتکاف بھی ایک عاشقانہ عبادت کا مظہر ہے۔ ایک عاشق دس دن تک اپنے محبوب کی چوکھٹ پر سر رکھ کر اس کی رضا اور خوشنودی کے حصول کے لئے آہ وزاری کرتا ہے اور بالآخر محبوب اپنی رضا اور خوشنودی کا پروانہ عطاء فرمادیتا ہے۔

نکل جائے دم تیرے قدموں کے نیچے
یہی دل کی حسرت یہی آرزو ہے

اعتکاف کی تعریف

اصطلاح شریعت میں اعتکاف کہتے ہیں عبادت کی نیت سے مسجد میں ٹھہرنے کو۔

فضیلت اعتکاف

اعتکاف کی فضیلت کے لئے اتنا ہی کافی ہے۔ ہمارے آقا مدنی ﷺ ہمیشہ اس کا اہتمام فرماتے تھے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں رسول اللہ ﷺ رمضان کے آخیر عشرے میں اعتکاف فرمایا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ اللہ نے آپ ﷺ کو وفات دے دی۔ آپ ﷺ کے بعد آپ ﷺ کی ازواج کا بھی یہی معمول رہا۔ (بخاری ومسلم)

آپ ﷺ نے اپنے عمل مبارک کے ساتھ اپنے فرامین سے بھی اعتکاف کی اہمیت اور فضیلت کو اجاگر فرمایا۔ چنانچہ حضرت ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ”معتکف گناہوں سے محفوظ رہتا ہے اور اس کے لئے نیکیاں اتنی ہی لکھی جاتی ہیں جتنی کہ کرنے والے کے لئے۔“ (مشکوٰۃ، ابن ماجہ)

شرائط اعتکاف

اعتکاف کی چھ شرطیں ہیں:

۱......مسلمان۔ ۲......عاقل ہونا بالغ ہونا۔ ۳......جنابت سے پاک ہونا۔
۴......اعتکاف کی نیت کرنا۔ ۵......شرعی مسجد کا ہونا۔ ۶......سنت اور واجب اعتکاف میں روزہ رکھنا۔

اقسام اعتکاف

اعتکاف کی تین قسمیں ہیں:

۱......واجب۔ ۲......سنت۔ ۳......مستحب یا نفل۔

۱......واجب

وہ اعتکاف ہے جو نذر یا منت کی وجہ سے ہو۔ جیسے کہے کہ اگر میرا فلاں کام ہوگیا تو اتنے دنوں کا اعتکاف کروں گا یا بغیر کسی شرط کے یہ کہہ دے کہ میں نے اتنے دنوں کا اعتکاف اپنے اوپر لازم کرلیا ہے۔ یہ واجب اعتکاف ہے۔ جتنے دنوں کی نیت کی ہے اتنے دنوں کا اعتکاف کرنا ضروری ہوجاتا ہے۔ یہ یاد رہے کہ منت کے الفاظ زبان سے ادا کرنے ضروری ہیں۔ صرف دل سے نیت کرنا کافی نہیں۔

۲......سنت

رمضان کے آخری عشرہ کا اعتکاف کرنا، آنحضرت ﷺ کی عادت شریفہ آخری عشرہ کے اعتکاف فرمانے کی تھی۔ یہ اعتکاف سنت مؤکدہ علی الکفایہ ہے۔ ہر شہر کے ہر محلہ کی مسجد میں ایک آدمی کا اعتکاف بیٹھنا ضروری ہے۔ ورنہ پورا محلہ ترک سنت کی وجہ سے گنہگار رہوگا۔

۳......مستحب یا نفل

ان دو کے علاوہ باقی جو بھی اعتکاف ہوگا وہ نفل ہے۔ اس کے لئے نہ وقت مقرر ہے اور نہ دن۔ جتنے وقت اور جتنے دن کا چاہے کرے۔ حتیٰ کہ تمام عمر کے اعتکاف کی نیت کرنا بھی درست ہے۔ اس لئے بہتر یہ ہے کہ جب بھی مسجد میں داخل ہو ساتھ اعتکاف کی نیت بھی کرلیا کرے۔ تاکہ جتنی دیر نماز میں مشغول ہے۔ ساتھ اعتکاف کا ثواب بھی ملتا رہے۔ اعتکاف کرنا مسجد میں افضل ہے۔ اعتکاف کے لئے سب سے افضل مسجد حرام مکہ مکرمہ ہے۔ اس کے بعد مسجد نبوی پھر بیت المقدس اور پھر جامع مسجد پھر ہر وہ مسجد جس میں پانچوں وقت کی نماز با جماعت ہوتی ہے۔

سنت اعتکاف کا وقت ابتداء

سنت اعتکاف کے لئے ضروری ہے کہ بیس رمضان المبارک کو غروب آفتاب سے پہلے مسجد میں داخل ہو جائے اور اعتکاف کی نیت بھی غروب سے پہلے پہلے کرلے۔ اگر غروب آفتاب کے بعد مسجد میں داخل ہوا یا داخل تو پہلے ہوگیا تھا اور نیت غروب آفتاب کے بعد کی تو یہ اعتکاف سنت نہیں ہوگا بلکہ نفلی ہوجائے گا۔ کیونکہ کامل عشرہ اخیرہ کا نہ ہوا۔

معتکف کے لئے جائز امور

درج ذیل کام صرف معتکف کے لئے جائز ہیں:

۱...... مسجد میں کھانا، پینا، لیٹنا اور آرام کرنا۔

۲...... لباس تبدیل کرنا۔

۳...... خوشبو لگانا۔

۴...... تیل لگانا (لیکن یہ احتیاط رکھے کہ مسجد یا اس کی دری چٹائی وغیرہ تیل سے آلودہ نہ ہوں)

۵...... مسجد کی حدود کے اندر اندر جگہ بدلنا یعنی ایک جگہ اعتکاف بیٹھنے کے بعد دوسری جگہ بیٹھنا۔

مندرجہ بالا امور نفلی اعتکاف کرنے والا بھی بلا کراہت سرانجام دے سکتا ہے۔ (ردالمختار، بدائع الصنائع)

۶...... گھر سے اگر کوئی کھانا لانے والا نہ ہو تو بوجہ مجبوری خود بھی معتکف گھر سے جاکر کھانا لاسکتا ہے۔ مگر وقت پر جائے، وقت سے پہلے نکلنا جائز نہیں۔ اس لئے غروب آفتاب کے بعد جائے اور کھانا لے کر فوراً واپس آجائے اور مسجد میں آکر کھانا کھائے۔ (بحرالرائق)

۷...... اپنی یا اہل خانہ کی ضرورت کے لئے مسجد کے اندر کسی بھی چیز کی خرید و فروخت بھی جائز ہے۔ لیکن سودا سلف مسجد میں رکھنا ناجائز ہے۔ اگر وہ چیز اتنی ہلکی پھلکی ہے کہ مسجد کی جگہ نہیں گھیرتی اس کے لانے میں بھی گنجائش ہے اور اگر اپنی یا اہل خانہ کی ضرورت کے بغیر خرید و فروخت کرے گا تو یہ جائز نہیں۔ خواہ صرف زبانی ہی کیوں نہ ہو۔ (ردالمختار)

۸...... بقدر ضرورت ایسی باتیں کرنا جو کہ مباح ہوں۔ جائز ہیں۔ بشرطیکہ کسی کی عبادت میں خلل نہ آتا ہو۔ ورنہ ناجائز ہے۔

۹...... بالکل خاموش رہنا جب کہ خاموشی کو ثواب اور قربت نہ سمجھتا ہو۔ (ردالمختار)

۱۰...... سر اور ڈاڑھی مسجد سے باہر نکال کر دھونا بھی جائز ہے۔ خواہ خود دھوئے یا کسی سے دھلوائے مسجد کے اندر بھی اگر مستعمل پانی کے لئے کوئی برتن وغیرہ رکھ کر دھونا چاہے تو دھو سکتا ہے۔ بشرطیکہ مستعمل پانی مسجد میں نہ گرے۔

۱۱...... اذان دینے کی جگہ اگر مینارہ یا حجرہ میں ہو تو معتکف اذان کے لئے بلا کراہت اس میں جاکر اذان دے سکتا ہے۔ بلکہ اذان کے علاوہ کسی دوسرے مقصد کے لئے بھی جانا چاہئے تو جائز ہے۔ بشرطیکہ اس کا دروازہ حدود مسجد کے اندر ہو اور وہ حجرہ اور مینارہ بھی حدود مسجد کے اندر ہو۔ اگر دروازہ مسجد کے اندر ہے لیکن وہ مؤذن خانہ مسجد سے باہر ہے تو پھر احتیاط اس میں ہے کہ اذان کے سوا کسی دوسری کام کے لئے اس میں نہ جائے۔ اگر یہ مینارہ یا حجرہ مسجد سے باہر ہے اور اس کا دروازہ بھی باہر ہے تو معتکف صرف اذان دینے کے لئے جاسکتا ہے۔ ویسے نہیں۔ (ردالمختار)

۱۲...... حاجات طبعیہ مثلاً پیشاب، پاخانہ اور غسل جنابت وغیرہ کے لئے بھی نکلنا جائز ہے۔

۱۳...... حاجات شرعیہ مثلاً ایسی مسجد میں اعتکاف بیٹھنا جہاں جمعہ نہیں ہوتا تو جامع مسجد میں جمعہ کے لئے جانا جائز ہے۔ لیکن اندازہ کر کے اتنی دیر پہلے نکلے کہ جامع مسجد میں پہنچ کر دو رکعت تحیۃ المسجد یا وضو اور چار رکعت سنت

اطمینان سے پڑھ کر اذان خطبہ سن سکے۔ اگر اندازہ میں غلطی ہو گئی تو کوئی حرج نہیں۔ جمعہ کے فرضوں کے بعد سلام پھیر کر اطمینان سے چھ رکعت پڑھ کر اپنی مسجد میں واپس آ جائے۔ اگر زیادہ وقت جامع مسجد میں ٹھہر گیا یا جمعہ کے بعد نکلا ہی نہیں اور بقیہ ایام اعتکاف یہیں گزار لئے تو بھی جائز ہے۔ لیکن اس طرح کرنا مکروہ ہے۔ یہ حکم شہر کا ہے۔ معتکف اگر گاؤں کی مسجد میں اعتکاف بیٹھا ہے تو جمعہ کے لئے شہر میں آنا جائز نہیں ورنہ اس کا اعتکاف فاسد ہو جائے گا۔ حاجت طبعیہ اور شرعیہ کے لئے حتیٰ الامکان یہ کوشش کرے کہ قریب سے ہی پوری ہو جائے بلا وجہ دور نہ جائے۔

۱۴...... معتکف بقدر ضرورت اگر مسجد میں چہل قدمی کرنا چاہے تو جائز ہے۔

۱۵...... معتکف مریض کا حال سن کر یا معائنہ کر کے نسخہ اگر لکھ کر دے تو بھی جائز ہے۔

۱۶...... معتکف اپنی حجامت اگر خود بنانا چاہے تو جائز ہے اور اگر حجام سے بنوانا چاہئے تو اس میں تفصیل یہ ہے کہ اگر بغیر اجرت کے حجامت کر رہا ہے تو جائز ہے۔ اگر اجرت کے ساتھ حجامت کرے تو پھر معتکف مسجد کے اندر رہے اور حجام مسجد سے باہر بیٹھ کر حجامت بنائے تو جائز ہے۔ اجرت کے ساتھ مسجد کے اندر نا جائز ہے۔

۱۷...... اسی طرح معتکف اگر بوقت ضرورت اپنے کپڑے دھوئے یا سیئے تو بھی جائز ہے۔ بشرطیکہ پانی سے مسجد ملوث نہ ہوتی ہو۔

وہ امور جن سے اعتکاف مکروہ ہو جاتا ہے

۱...... جو باتیں عام حالات میں مکروہ اور حرام ہوں۔ جیسے فضول گپ شپ، گالی گلوچ، غیبت، جھوٹ، بہتان تراشی، کسی بدبودار چیز کا استعمال، وغیرہ وغیرہ! ان کی کراہت اور حرمت اعتکاف کی حالت میں مزید بڑھ جاتی ہے۔

۲...... ایسا اخبار دیکھنا جس میں کسی بھی جاندار کی تصویر ہو مکروہ ہے۔

۳...... اجرت لے کر تعلیم دینا بھی مکروہ ہے۔ خواہ دینی تعلیم ہو یا دنیاوی یا اس کے علاوہ کوئی عمل اجرت پر کیا ہو۔

۴...... اسی طرح بالکل خاموش رہنا اور اس کو عبادت تصور کرنا بھی مکروہ ہے اور اگر زبان کی حفاظت کے لئے خاموش ہو تو اعلیٰ درجہ کی عبادت ہے۔

۵...... سامان تجارت مسجد میں بلا ضرورت لا کر خرید و فروخت کرنا بھی مکروہ ہے۔

مفسدات اعتکاف

درج ذیل امور سے اعتکاف فاسد ہو جاتا ہے یعنی ٹوٹ جاتا ہے:

۱...... جان بوجھ کر یا بھولے سے اگر معتکف مسجد سے نکل گیا تو اعتکاف فاسد ہو جائے گا۔

۲...... حاجت طبعیہ یا شرعیہ جن کا ذکر اوپر ہو چکا، ان کے بغیر مسجد سے نکلنا اعتکاف کو فاسد کر دیتا ہے۔ خواہ یہ نکلنا ایک لمحے ہی کے لئے کیوں نہ ہو۔ جان بوجھ کر ہو یا بھول کر، خوشی سے ہو یا مجبوری سے ہو۔ البتہ مجبوری میں اعتکاف ٹوٹنے کا گناہ نہیں ہوگا۔ مثلاً مسجد گرنے لگی تھی یا شدید بیمار ہو گیا یا جبراً کسی نے مسجد سے نکال

دیا۔لیکن اس صورت میں اگر فوراً دوبارہ مسجد میں داخل ہو گیا تو اعتکاف فاسد نہیں ہوگا۔اسی طرح اگر پیشاب وغیرہ کے لئے نکلا اور کسی نے پکڑ لیا اور روک لیا یا جنازہ کے لئے نکلا یا اپنا سامان ضائع ہونے کا اندیشہ تھا۔اس لئے نکل پڑا یا اعتکاف یاد ہی نہ رہا اور بھول کر نکل گیا تو ان تمام صورتوں میں اعتکاف توڑنے کا گناہ نہیں ہوگا۔

۳...... معتکف کے لئے کھانے کے بعد ہاتھ دھونے کے لئے نکلنا جائز نہیں۔مسجد میں کسی برتن میں دھولے۔وضو سے پہلے وضو ارادہ کے بغیر وضو خانہ میں بیٹھ کر ہاتھ صابن سے دھونا بھی جائز ہے۔اسی طرح وضو کے بعد وضو خانہ پر کھڑے ہو کر رومال سے وضو کا پانی خشک کرنا بھی ناجائز ہے ورنہ اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔

۴...... جس حاجت کے لئے نکلا ہے وہ پوری ہوتے ہی مسجد میں آجائے۔ورنہ اعتکاف فاسد ہو جائے گا۔

۵...... دن میں اگر قصداً کچھ پی لیا تو روزہ کے ساتھ اعتکاف بھی ٹوٹ جائے گا اور بھول کر کھانے پینے سے نہ روزہ ٹوٹتا ہے اور نہ ہی اعتکاف۔

۶...... خدانخواستہ اگر کوئی مرتد ہو گیا تو بھی اعتکاف باطل ہو جائے گا اور اس پر قضا بھی نہیں۔

۷...... اتنی بے ہوشی یا جنون طاری ہو گیا کہ ایک روزہ اس میں قضا ہو گیا تو بھی اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔اگر اس سے کم تعداد میں ہو تو نہیں ٹوٹے گا۔

اگر اعتکاف ٹوٹ جائے تو اس کی قضاء کا حکم

اگر اعتکاف نفلی ہے تو اس کی قضاء نہیں۔کیونکہ وہ مسجد سے نکلنے پر ٹوٹتا نہیں۔بلکہ ختم ہو جاتا ہے۔اگر اعتکاف واجب ہے۔یعنی نذر وغیرہ کا ہے تو ٹوٹ جائے تو سب دنوں کی قضاء واجب ہے۔نئے سرے سے اتنے دنوں کی قضاء کرے۔کیونکہ واجب اعتکاف میں تسلسل ضروری ہے۔یعنی مسلسل رکھنا۔اگر اعتکاف سنت ہے۔یعنی عشرہ اخیرہ رمضان کا ہے تو صرف اس دن کی قضاء واجب ہے۔جس میں اعتکاف ٹوٹا ہے ٹوٹنے کے بعد یہ اعتکاف نفل ہو گیا۔ایک دن کی قضاء خواہ رمضان میں کرے یا غیر رمضان میں نفل روزہ کے ساتھ جائز ہے۔ایک دن کی قضاء میں رات دن دونوں کی قضاء ضروری ہے۔بشرطیکہ رات میں اعتکاف فاسد ہوا اور اگر دن میں فاسد ہوتا صرف دن کی قضاء ضروری ہے۔

وہ امور جو معتکف کے لئے مستحب ہیں

۱...... فضول گپ شپ سے زبان کو بند رکھنا۔

۲...... کثرت سے تلاوت قرآن مجید کرنا۔

۳...... سیرت طیبہ وصحابہ وصحابیات وسلف صالحین کے حالات کا مطالعہ کرنا۔

۴...... علم دین سیکھنے سکھانے میں مشغول رہنا۔

۵...... تمام نوافل تہجد،اشراق،چاشت،اوابین وغیرہ کا اہتمام کرنا۔

۶...... طاق راتوں میں حتیٰ المقدور بیدار رہنا اور مختلف قسم کی عبادت میں مصروف رہنا۔

۷...... کلمہ طیبہ، درود شریف استغفار اور دیگر اذکار مسنونہ کی پابندی کرنا۔

۸...... اپنے لئے اور تمام امت کے لئے دعاؤں کا اہتمام کرنا۔

اعتکاف کے متفرق مسائل

مسئلہ: حقہ اور سگریٹ مسجد کے اندر بیٹھ کر پینا ناجائز ہے اور معتکف کے لئے مسجد سے باہر نکل کر پینا بھی ناجائز ہے۔ اگر معتکف ان چیزوں کا عادی ہو تو اعتکاف کے دنوں میں ان چیزوں کو ترک کر دے۔ اگر شدید تقاضا ہو تو قضائے حاجت کے لئے بیٹھ کر سگریٹ یا نسوار وغیرہ استعمال کرے اور پھر فوراً منہ سے بدبو کو ختم کرے۔

مسئلہ: واجب اعتکاف میں نذر مانتے وقت اگر نماز جنازہ، عیادت مریض یا علمی مجالس میں حاضری کی نیت زبان سے کی ہو تو ان امور کے لئے نکلنا جائز ہے۔

مسئلہ: معتکف اگر قضائے حاجت کے لئے نکلا تو غسل نہیں کر سکتا۔ اس سے اعتکاف فاسد ہو جائے گا۔

مسئلہ: اعتکاف کے لئے پردے لگا کر معتکف بنانا آپ ﷺ سے ثابت ہے۔ عبادت میں یکسوئی پیدا کرنے کے لئے جائز ہے نماز کے وقت میں پردوں کو اوپر کرے۔

مسئلہ: اگر معتکف کو احتلام ہو جائے تو اعتکاف نہیں ٹوٹتا۔ معتکف کو چاہئے کہ بیدار ہوتے ہی پہلے تیمم کرے اور پھر فوری مسجد سے نکل جائے۔ جسے احتلام کا اندیشہ ہو اسے پہلے ہی اپنے پاس کوئی ڈھیلا وغیرہ رکھ لینا چاہئے اگر نہ ہو تو مسجد کی زمین پر ہی تیمم کرے۔

مسئلہ: بلغم ڈالنے یا ناک صاف کرنے کے لئے مسجد سے نکلنا جائز نہیں۔ مسجد کے اندر ہی کوئی اگالدان وغیرہ رکھ لے اور اس میں کرے ورنہ مسجد میں کھڑے ہو کر باہر پھینک دے۔

مسئلہ: اگر مسجد کے اندر بیٹھ کر وضو کرنے کی ایسی جگہ ہو کہ پانی مسجد سے باہر گرتا تو مسجد سے باہر جانا جائز نہیں ورنہ جائز ہے۔

مسئلہ: مسجد کی چھت اور باقی منزلوں کا بھی وہی حکم ہے جو مسجد کا ہے۔ معتکف سب میں آ جا سکتا ہے۔ بشرطیکہ آنے جانے کے لئے سیڑھی مسجد کے اندر ہو۔

مسئلہ: معتکف کو چاہئے کہ حدود مسجد کا خاص خیال رکھے۔ حدود مسجد سے مراد خاص وہ زمین کا حصہ ہے جو نماز کے لئے تیار کیا گیا ہے۔ یعنی اندر کا ہال، برآمدہ، صحن وغیرہ۔ باقی جو حصہ اس سے خارج ہو وہ مسجد کے حکم میں نہیں۔ خواہ وہ ضروریات مسجد ہی کے لئے کیوں نہ وقف ہو۔ اگر معتکف بلاضرورت ان جگہوں میں چلا گیا تو اعتکاف فاسد ہو جائے گا۔

مسجد سے باہر نکلنے کا حکم اس وقت لگے گا جب معتکف کے دونوں قدم مسجد سے باہر ہوں اور دیکھنے والا یہ سمجھے کہ یہ مسجد سے باہر ہے۔ اگر صرف سر باہر نکالا تو اعتکاف فاسد نہیں ہوگا۔ حدود مسجد معلوم کرنے کے لئے معتکف کے لئے ضروری ہے کہ متولی مسجد سے پوچھ کر مسجد کی پوری حدود معلوم کر لے ورنہ اکثر اوقات پتہ ہی نہیں چلتا کہ معتکف حدود سے باہر نکل جاتا ہے اور اعتکاف کو فاسد کر دیتا ہے۔

عورت کا اعتکاف

عورت اگر اعتکاف بیٹھنا چاہے تو گھر کی مسجد یعنی وہ جگہ جو نماز کے لئے مخصوص ہے۔ اگر نہ ہو تو کسی بھی کونے میں اعتکاف بیٹھ سکتی ہے۔ یہ جگہ اس کے حق میں بمنزلہ مسجد کے ہوگی۔ کھانا، پینا، لیٹنا اسی جگہ پر ہوگا۔ بغیر کسی طبعی یا شرعی حاجت کے یہاں سے نکلنا ناجائز ہوگا۔ جس سے اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔ اگر گھر میں نماز کے لئے کوئی جگہ مخصوص ہے تو اس جگہ کو چھوڑ کر دوسری جگہ اعتکاف بیٹھنا جائز نہیں۔ عورت کے لئے ضروری ہے کہ اعتکاف بیٹھنے کے لئے اپنے شوہر سے اجازت لے۔ اگر وہ منع کرے تو نہ بیٹھے۔ لیکن اگر ایک دفعہ اجازت دے دی تو اب منع نہیں کرسکتا۔ اس کے بعد عورت سے ہم بستری کرنا یا بوس وکنار کرنا یا اس ارادہ سے اس کی اعتکاف گاہ میں داخل ہونا ناجائز ہے۔ اگر اس نے ہم بستری کرلی تو عورت کا اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔ ہم بستری کے سوا باقی باتوں سے اعتکاف نہیں ٹوٹے گا۔

مسنون اعتکاف کا وقت اختتام

جب عید الفطر کا چاند نظر آجائے تو اعتکاف پورا ہو جاتا ہے۔ معتکف اگر چاہے تو اس وقت گھر جاسکتا ہے۔ لیکن افضل یہ ہے کہ رات مسجد میں گزارے اور صبح مسجد سے ہی عیدگاہ جائے اور عید کی نماز پڑھ کر گھر جائے۔

معتکفین کے لئے مختصر دستور العمل

معتکف کو چاہئے کہ ان امور کی پابندی کر کے اپنا وقت زیادہ سے زیادہ قیمتی بنائے:

۱...... مغرب کی نماز کے بعد کم ازکم چھ رکعت نفل اور زیادہ سے زیادہ بیس رکعت نفل اوابین ادا کریں۔ پھر آیۃ الکرسی اور چاروں قل پڑھ کر بدن پر دم کریں۔ اس کے بعد مختصر آرام کریں اور پھر نماز عشاء کی تیاری اور صف اوّل اور تکبیر اولیٰ کا اہتمام کریں۔

۲...... عشاء کی نماز اور تراویح سے فارغ ہو کر علم دین حاصل کرنے اور اس پر عمل کرنے کی نیت سے کسی مستند اور معتبر دینی کتاب کا مطالعہ کریں یا کسی مستند و معتبر عالم دین کے درس میں شرکت کریں۔ (اگر ایسا درس ہوتا ہو) نیز شب قدر میں مطالعہ سے فارغ ہو کر جب تک طبیعت میں بشاشت رہے۔ ذکر وتلاوت اور نوافل میں مشغول رہیں اور جب سونے کی طبیعت چاہے تو پوری طرح سنت کے مطابق قبلہ رخ ہو کر (اگر ممکن ہو) سو جائیں۔

۳...... موسم گرما میں صبح تین بجے نیند سے بیدار ہو جائیں۔ طبعی ضروریات سے فارغ ہو کر سنت کے مطابق وضو کریں اور تحیۃ المسجد، تحیۃ الوضو اور تہجد کی نفلیں ادا کریں۔ نیز نوافل سے فارغ ہو کر کچھ دیر خاموشی سے ذکر وتسبیح میں مشغول رہیں۔ پھر خاموشی سے خوب رو رو کر اپنے جملہ مقاصد حسنہ اور فلاح دارین کی دعائیں مانگیں۔

۴...... صبح صادق سے کوئی پون گھنٹہ پہلے سحری کھائیں اور سحری سے فارغ ہو کر نماز فجر کی تیاری کریں۔ صف اوّل اور تکبیر اولیٰ کا خیال رکھیں۔ جب تک نماز کے انتظار میں رہیں استغفار کرتے رہیں۔

۵...... نماز فجر سے فارغ ہو کر آیۃ الکرسی اور چاروں قل پڑھ کر پورے جسم پر دم کریں اور سبحان

اللہ، الحمد للہ، اللہ اکبر، استغفر اللہ اور درود شریف کی ایک ایک تسبیح پڑھیں۔

۶...... اشراق کے وقت کم از کم دو اور زیادہ سے زیادہ آٹھ رکعت نفل ادا کریں اور پھر آرام کریں اور چاشت کے وقت بیدار ہو کر کم از کم دو اور زیادہ سے زیادہ بارہ رکعت نفل چاشت کی ادا کریں اور جتنا ہو سکے صحیح تلفظ کے ساتھ کلام پاک کی تلاوت کریں۔

۷...... جب زوال ہو جائے تو چار رکعت نفل سنن زوال ادا کریں اور نماز ظہر کے انتظار میں صف اوّل میں بیٹھیں اور تکبیر اولیٰ کا اہتمام کریں اور ظہر سے فارغ ہو کر صلوٰۃ تسبیح پڑھیں اور تلاوت کریں۔ پھر اگر تھکن محسوس ہو تو کچھ آرام کر لیں۔

۸...... نماز عصر سے کوئی آدھ گھنٹہ پہلے بیدار ہو جائیں۔ وضو کر کے تحیۃ الوضو اور دیگر نوافل پڑھ کر نماز عصر کا انتظار کریں اور اس سے فارغ ہو کر مختصر تلاوت کریں۔ پھر تسبیحات ادا کریں۔ جن کا (نمبر۵) میں ذکر گزرا ہے۔ پھر ہمہ تن دعاء میں مشغول رہیں۔ یہ وقت نہایت گراں قدر ہے۔ اس کو افطار کی تیاری میں ضائع نہ ہونے دیں۔

۹...... جو باتیں حالت اعتکاف میں مکروہ اور منع ہیں ان سے مکمل طور پر اجتناب کریں۔ جن کی تفصیل اعتکاف کے مکروہات میں گزر چکی ہے۔ اس کا دوبارہ غور سے مطالعہ کریں۔

۱۰...... معتکف پر لازم ہے کہ صف اوّل میں خود آ کر بیٹھے خواہ کہیں اور ہو اور تولیہ اور چادر وغیرہ سے جگہ روک کے رکھے ایسا نہ کرے اور اپنے ہر قول و فعل، نشست و برخاست اور طرز عمل سے دوسرے معتکفین اور نمازیوں کو تکلیف پہنچنے سے بچانے کا اہتمام کرے اور اپنی صفائی کا بھی خیال رکھے اور مسجد کی صفائی کا بھی اہتمام رکھے۔ اپنی اور دیگر احباب اور متعلقین کی عفو و مغفرت کی سر توڑ کوشش کرے۔ رحمت کا امیدوار رہے اور مایوسی کو ہر گز راہ نہ دے۔

دعاؤں کا مہینہ...... ایک مسنون دعا!

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ اِیْمَانًا کَامِلًا
وَّیَقِیْنًا صَادِقًا وَّرِزْقًا وَّاسِعًا وَّقَلْبًا
خَاشِعًا وَّلِسَانًا ذَاکِرًا وَّرِزْقًا حَلَالًا طَیِّبًا وَّتَوْبَۃً
قَبْلَ الْمَوْتِ وَرَاحَۃً عِنْدَ الْمَوْتِ وَمَغْفِرَۃً وَّ
رَحْمَۃً بَعْدَ الْمَوْتِ وَالْعَفْوَ عِنْدَ الْحِسَابِ وَالْفَوْزَ
بِالْجَنَّۃِ وَالنَّجَاۃَ مِنَ النَّارِ بِرَحْمَتِکَ یَا عَزِیْزُ
یَا غَفَّارُ رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا وَّاَلْحِقْنِیْ بِالصَّالِحِیْنَ

مرزا غلام احمد احادیث اور واقعات کی نظر میں!

حضرت مولانا محمد اسماعیلؒ

آنجہانی مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی تصدیق میں دو قسم کے دلائل سے کام لیا ہے۔

۱...... اپنے الہامات۔ ۲...... بعض احادیث کی پیش گوئیاں۔

الہامات سے تو وہی لوگ متاثر ہو سکتے ہیں جو ان کو پیغمبر مانتے ہیں۔ ورنہ الہام بذات خود کوئی چیز نہیں۔ پھر ایسے مخالفین کا تو خیال ہے کہ بیچارے مرزا غلام احمد قادیانی اسلام کے مبادی سے ہی ناواقف تھے۔ ان کی تحریروں سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا مطالعہ اسلامیات کے متعلق بے حد ناقص تھا۔ یہ ایک مستقل موضوع ہے۔ اس وقت مقصود یہ ہے کہ احادیث میں پیش آمدہ حوادث کے معیار پر آنجہانی کے دعاوی کو پرکھا جائے۔

احادیث کی پیش گوئیاں

۱...... صحیحین میں حضرت ابوہریرہؓ سے نزول مسیح کے متعلق چند نشانات بتائے گئے ہیں۔ مسیحیت کے مدعی کے لئے ان کی مطابقت ضروری ہے۔ ا...... یضع الجزیة! حضرت مسیح نزول کے بعد جزیہ معاف کریں گے۔

ب...... ویفیض المال حتیٰ لا یقبله احد! اس وقت مال اس قدر زیادہ ہوگا کہ اسے کوئی قبول نہیں کرے گا۔

ج...... وتکون السجدة الواحدة خیرا من الدنیا وما فیها! ایک سجدہ یا ایک رکعت پوری دنیا کے مال ودولت سے زیادہ مرغوب ہوگی۔

جزیہ معاف کرنے کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں۔ ایک یہ کہ کفر یکسر ختم ہو جائے۔ تمام لوگ اسلام قبول کر لیں۔ جزیہ خود بخود ختم ہو جائے گا۔ اس مفہوم کی تائید دوسری حدیث سے بھی ہوتی ہے۔

آنحضرتﷺ نے ارشاد فرمایا۔ ’’فیهلك الله الملل کلها الا الملة الاسلام‘‘ حضرت مسیح علیہ السلام کے وقت تمام مذاہب ہلاک ہو جائیں گے۔ صرف اسلام رہ جائے گا۔ غرض حضرت مسیح علیہ السلام اپنے قوت بازو سے تمام مخالفین کا خاتمہ فرمادیں گے۔ مرزا غلام احمد آئے ان کی ساری عمر ہی مناظرات اور پیشہ وارانہ مباحثات میں گذری۔ آپ کی زندگی میں آپ کے سامنے عیسائیت کو فروغ ہوا۔ سماجی خیالات سے مسلمانوں کا ایک طبقہ متاثر ہوا۔ ارتداد کے پے در پے حملے ہوئے۔ آنجہانی اور آپ کی جماعت نے یہ سب حوادث دیکھے۔ حالانکہ حسب ارشاد سرور عالمﷺ سچے مسیح کی زندگی اسلام کے سوا تمام مذاہب کو ختم ہو جانا چاہئے تھا۔

دوسری صورت یہ ہے کہ کفر اتنا ذلیل ہو جائے کہ اس کے لئے مزید ذلت کی ضرورت نہ رہے۔ بلکہ مسلمان اپنے مزاحم خسروانہ سے انہیں جزیہ سے سبکدوش کر دیں۔ ان دونوں صورتوں کے لئے ضروری ہے کہ پہلے جنگ ہو۔ تصادم کے بعد دشمن کی طاقت ختم ہو جائے۔ مرزا قادیانی نے نہ جنگ کی اور نہ ان کے دلائل اور قلم ودوات کی جنگ سے یہ صورت پیدا ہو سکی۔ جن کا تذکرہ سرور عالمﷺ نے فرمایا ہے۔ پہلی قسم کی جنگ تو شاید آنجہانی کے

نزدیک ناجائز تھی۔ لیکن ان کی خودساختہ جنگ بھی نتائج کے لحاظ سے بیکار ثابت ہوئی۔ اس سے ظاہر ہے کہ جس مسیح کا ذکر احادیث میں آیا ہے۔ وہ ابھی تک نہیں آئے۔ وہ یقیناً کوئی جنگی مسیح ہے جن کے حملوں کی تاب خود جنگ بھی نہیں لاسکتی۔ ارشاد ہے۔ ''تضع الحرب اوزارھا'' جنگ اس کے سامنے ہتھیار ڈال دے گی۔ واقعات شاہد ہیں کہ چاپلوس اور متملق مسیح کے لئے احادیث میں کوئی مقام نہیں۔

۲...... دوسرا نشان مال کی کثرت کے متعلق ہے۔ اسے کوئی قبول نہیں کرے گا۔ حدیث میں حتیٰ لا یقبلہ احد پر زور دیا گیا ہے۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی کے آنے پر مال کی طلب ختم ہوگئی؟۔ روح اتقاء نے لوگوں کو مال سے متنفر کردیا؟۔ واقعہ یہ ہے کہ خود مرزا قادیانی کا خاندان چندوں کے لئے مختلف حیلے تراش رہا ہے۔ مسیح قادیانی نے خود لنگر کا چندہ، براہین احمدیہ کا چندہ، بہشتی مقبرہ کا چندہ، تبلیغ کا چندہ۔ غرض تحصیل مال کے لئے کس قدر باطل راہیں تھیں۔ چھوٹے حیلے تھے جو اختیار کئے۔ معلوم ہوتا ہے اصل مسیح تاحال تشریف نہیں لائے۔ بھیس بدل کر کچھ ارباب ہوس ان کی جگہ لینے کی کوشش کر کے چل بسے۔ اقبال مند مسیح کا انتظار ہنوز باقی ہے۔ جو دنیا کو مال سے بے نیاز کردے گا۔

۳...... تیسرا نشان یہ ہے کہ مسیح کے وقت لوگ عبادت کو دنیا کے مال پر ترجیح دیں گے۔ یہ نشان بھی تاحال پورا نہیں ہوا۔ مسیحیت جدیدہ کے مبلغین کا کیریکٹر ہمارے سامنے ہے۔ نماز پنجگانہ تک کی پابندی مفقود ہے۔

''عن ابن عمرؓ قال قال رسول اللہ لنقاتلن الیھود حتیٰ یقول الحجر یا مسلم ھذا یھودی خلفی تعال فاقتلہ (متفق علیہ)''

اس حدیث میں یہود کے ساتھ جنگ کی پیش گوئی فرمائی گئی ہے۔ حالانکہ یہود کی حکومت آنحضرتﷺ کی بعثت سے کہیں پہلے تباہ ہوچکی تھی۔ اسلام کی فتوحات کا سیلاب دیکھتے تعجب ہوتا تھا کہ جو طاقت اپنے مخالفین کو روندتی جارہی ہے۔ یہودیوں کی برسوں کی پامال شدہ طاقت ان کے مقابلے کی تاب کہاں سے لائے گی۔ وہ اس قدر مضبوط کیسے ہوں گے کہ اسلام سے آنکھیں ملاسکیں۔ آج قدرت کی نیرنگیوں کو دیکھئے کہ امریکہ، برطانیہ اور روس کے عیارانہ مصالح نے فلسطین میں ایک اسرائیل حکومت کی تقویت کے امکانات اجاگر کردیئے ہیں۔ عرب رؤساء کی رقابت یا ذاتی مصالح یا کمزوری کی وجہ سے یہودی حکومت نے ابھرنا شروع کردیا۔

اقوام عالم کے سالہا سال کے دجل وفریب کے بعد آج اس حکومت کا وجود تسلیم کرلیا گیا ہے۔ غالباً یہی وہ یہودی عساکر ہوں گے جو دجال کے ساتھ مل کر مسیح کا مقابلہ کریں گے اور حضرت مسیح اور ان کے مخلص رفقاء اپنی قوت بازو سے اس قوت کو پامال کردیں گے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آنجہانی مرزا غلام احمد قادیانی آئے اور چلے گئے۔ نہ اس وقت کوئی یہودی طاقت تھی نہ مرزا قادیانی ان سے لڑے۔ انہوں نے علماء کو یہودی کہہ کر دل کی بھڑاس نکال لی۔ لیکن ان واقعات کا کیا کیا جائے جو ابھر کر سامنے آرہے ہیں۔ سرظفر اللہ کی موجودگی میں یہ سارا کھیل کھیلا گیا۔ ان کی وکالت کا حشر شروع سے لے کر آج تک ایک نالائق وکیل کی ناتمام کوششوں سے بہتر نہ ہوسکا۔ بلکہ یہ ہر جگہ ناکام ہوئے۔

چٹ پٹے حقائق!

حضرت علامہ طالوت

بازاری دوائی فروشوں کو آپ نے بارہا دیکھا ہوگا جو اپنی دوائی کی تعریف میں زمین وآسمان کے قلابے ملا رہے ہوتے ہیں اور پھر وہ دوائی اس قدر مفید اور ذی اثر ہوتی ہے کہ دنیائے جہاں کے امراض میں اس سے نفع اٹھایا جاسکتا ہے۔ آپ کو پیٹ میں درد ہے تو وہ اچھا خاصہ چورن ہے۔ آپ دانتوں کے مرض میں مبتلا ہیں تو وہ بنا بنایا منجن ہے۔ آپ کو آنکھوں کی تکلیف ہے تو وہ سرمہ ''نورچشم'' ہے۔ کھانسی، نزلہ، زکام، بخار غرضیکہ کچھ ہی کیوں نہ ہو وہ دوائی ہر مرض کے لئے اکسیر کا حکم رکھتی ہے اور پھر قیمت اتنی کم کہ آدمی کو بغیر لئے چارہ نہیں رہتا۔

بعینہ اسی طرح بازاری قسم کے ''نبیوں'' کے الہام ہوتے ہیں۔ ربڑ کی طرح پھیلنے اور بڑھنے کی خاصیت کے حامل ہر قسم کی تاویل کو برداشت کے قابل جہاں چسپاں کردو ہیں چپک جانے والے، موم کی ناک کی طرح ہر طرف مڑ جانے والے، نہ موسم کی خصوصیت اور نہ مکان وزمان کی قید، جب چاہو اور جہاں چاہو مداری کے تھیلے میں سے ایک عدد الہام نکال لو اور پکار اٹھو:

پھر بہار آئی خدا کی بات پھر پوری ہوئی

انگریز کہیں ہارے یا جیتے، بغداد مسلمانوں کے ہاتھ سے نکل جائے۔ جنگ عظیم چھڑ جائے یا ختم ہو جائے۔ بہار میں زلزلہ آئے، کوئٹہ میں خدا کا عذاب نازل ہو، امان اللہ جائے اور نادر خان آئے، غرض دنیا میں کہیں کوئی اہم یا غیر اہم واقعہ یا حادثہ ہو جائے پھر بہار آنے اور خدا کی بات پھر پوری ہونے میں قطعاً کوئی دیر نہیں لگتی۔ جبھی تو کہا گیا ہے:

قسم ہے قادیاں کے گلرخوں کی گلعذاری کی
غلام احمد کی الماری پٹاری ہے مداری کی

یہ نہ خیال فرمایئے کہ یہ ''ربڑی الہام'' موسم بہار کے واقعات پر ہی چسپاں ہوسکتا ہوگا۔ مئی، جون کی چلچلاتی ہوئی دھوپ اور جنوری، فروری کی کپکپا دینے والی سردی دونوں اس کارگاہ الہام میں بہار کا حکم رکھتی ہیں اور تو اور یہاں تو خود خزاں بھی بہار کہی جاتی ہے۔ بھلا جہاں الہام کے رو سے ''مشی فی النوم'' اور ''مشق شناوری'' تک کو عین ایمان ثابت کیا جاسکتا ہو وہاں خزاں کو بہار بنانا کون سا مشکل کام ہے:

قیاس کن زگلستان من بہار مرا

ایسا ہی ''امرت دھارا'' قسم کا ایک الہام جو پہلے بھی کئی جگہ کام دے چکا ہے اور ہنوز ''نو بہ نو'' ہے یہ ہے:

''کمترین کا بیڑا غرق۔''

مشرقی پنجاب میں جس طرح ''خاکسار کمترین غلام احمد متنبی قادیان'' کی امت کا بیڑا غرق ہوا۔ وہ اہل نظر سے پوشیدہ نہیں۔ مگر بارگاہ خلافت میں نہ اب تک بہار آئی اور نہ خدا کی بات پھر پوری ہوئی۔ آخر کیوں؟ جب

واقعۃً کوڑک قادیان نے ’’ازغلط بر ہدف زند تیرے‘‘ کہہ دیا ہے تو پھر اب شرمانے یا لجانے کا کیا موقع ہے۔ پہلے کی طرح حیا کی آنکھیں بند کر کے اب بھی پکار اٹھئے کہ دیکھئے حضرت مرزا قادیانی کتنے سچے تھے۔ مشرقی پنجاب کے سانحات کا جب کسی کو سان گمان بھی نہ تھا۔ آپ نے ان واقعات کا ذکر کس قدر بلیغ انداز میں فرما دیا تھا۔

’’مکترین کا بیڑا غرق‘‘۔

اور اگر آپ یہ دعویٰ کر دیں تو آج کس کو یہ طاقت ہے کہ آپ کی اس بات کو جھٹلا سکے۔ بھائی یہاں تو ہم بھی قائل ہوگئے۔ ہمارا یہ ایمان سہی کہ مرزا قادیانی مسیلمہ کذاب کا بروز اتم تھا اور عمر بھر کبھی انہوں نے سچ بولنے کی کوشش نہیں کی۔ مگر ان کا یہ فقرہ (آپ الہام کہہ لیجئے) بہرحال سچا ثابت ہوگیا ہے کہ ’’مکترین کا بیڑا غرق‘‘ اور پھر کترین کے کفر کا بیڑا غرق بھی ایسا ہوا کہ اب ہر قسم کی سازشیں بھی اسے پھر ابھارنے سے قاصر ہوئی جاتی ہیں۔ ہاں!

پھر بہار آئی خدا کی بات پھر پوری ہوئی

حضرت مولانا در محمد ہنگورجہ کا انتقال

گزشتہ دنوں گمبٹ سندھ میں شیخ الحدیث استاذ العلماء حضرت مولانا در محمد صاحب ہنگورجہ والے انتقال کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون! حضرت مولانا مرحوم عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے کارکنوں سے انتہائی محبت رکھتے تھے۔ گمبٹ میں سالانہ ختم نبوت کانفرنس پر خصوصی طور پر شرکت فرماتے اور کہتے کہ اس کانفرنس میں اپنی نجات کے لئے آتا ہوں۔ حضرت کے جنازہ میں اکثریت علمائے کرام اور طلباء کرام کی تھی۔ نماز جنازہ پیر شریف کے سجادہ نشین حضرت مولانا عبدالعزیز قریشی صاحب نے پڑھائی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ مولانا محمد فیاض مدنی‘ جنرل سیکرٹری عبدالسمیع شیخ‘ امیر حکیم عبدالوحید بروہی نے جنازے میں شرکت کی اور بعد میں ورثاء سے تعزیت کی اور دعا کی کہ اللہ رب العزت مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے اور پسماندگان کو اللہ رب العزت صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین!

میاں ارشد علی انبالوی کو صدمہ

گزشتہ دنوں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت چونڈہ کے سرگرم کارکن میاں محمد ارشد علی انبالوی کے جواں سال بیٹے عاطف علی کا انتقال ہوگیا۔ عالمی مجلس چونڈہ کے رہنماؤں قاری محمد انور الحق‘ میاں عبدالغنی‘ قاری محمد اشرف‘ قاری محمد سعید نے سوگوار خاندان سے اظہار تعزیت کیا ہے اور دعا کی ہے کہ مرحوم کی اللہ پاک مغفرت فرمائیں اور سوگوار خاندان کو صبر جمیل کی دولت سے مالا مال فرمائیں۔ آمین!

دعائے صحت کی اپیل

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت فاروق آباد کے امیر الحاج محمد حسین جنجوعہ صاحب فراش ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ پاک موصوف کو صحت وعافیت سے سرفراز فرمائیں۔

زید بن ثابت انصاریؓ!

عبداللہ فارانی

’’اے اللہ کے رسول! ہم آپ ﷺ کی خدمت میں بارہ سال کے ایک بچے کو لائے ہیں۔ یہ بچہ بنو نجار قبیلے کا ہے۔ اسے قرآن کریم کی تلاوت کا اس قدر شوق ہے کہ اس عمر میں اب تک سترہ سورتیں حفظ کر چکا ہے۔‘‘

حضور نبی کریم ﷺ کو یہ سن کر خوشی گوار حیرت ہوئی۔ آپ ﷺ نے اس بچے سے ارشاد فرمایا کہ: ’’مجھے بھی سناؤ۔‘‘

اس بچے نے فوراً سترہ سورتیں پڑھ دیں۔ آپ ﷺ نے شفقت سے سر پر ہاتھ پھیرا، انہیں دعا دی۔ قرآن کریم سے اس حد تک لگاؤ رکھنے والے یہ صحابی سیدنا حضرت زید بن ثابت انصاریؓ تھے۔

حضور نبی اکرم ﷺ ابھی مدینہ منورہ تشریف نہیں لائے تھے کہ آپ ﷺ نے سیدنا مصعب بن عمیرؓ کو اسلام کی تبلیغ کے لئے مدینہ روانہ فرمادیا تھا۔ ان کی کوششوں سے جو لوگ ایمان لائے، ان میں حضرت زید بن ثابت انصاریؓ بھی شامل ہیں۔ اس وقت ان کی عمر صرف گیارہ سال تھی۔ ایمان لاتے ہی وہ قرآن کی تعلیم میں لگ گئے۔ یہاں تک کہ حضور نبی ﷺ کے مدینہ منورہ تشریف لانے سے پہلے سترہ سورتیں حفظ کرلیں۔ حضور نبی اکرم ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو حضرت زیدؓ اپنا زیادہ تر وقت آپ ﷺ کی خدمت میں گزارنے لگے۔ عربی لکھ پڑھ لیتے تھے۔ اس سے بہت جلد عالم فاضل لوگوں میں شمار ہونے لگے۔ حضور نبی اکرم ﷺ کی خواہش پر انہوں نے عبرانی اور سریانی زبانیں بھی سیکھیں اور بہت کم وقت میں ان زبانوں کے لکھنے پڑھنے میں مہارت حاصل کرلی۔

بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے صرف پندرہ یا سترہ دن میں یہ زبانیں سیکھ لیں۔ ایک روایت کیمطابق آپ حبشی، قبطی، رومی اور فارسی زبانیں بھی جانتے تھے۔ ان زبانوں کو انہوں نے مدینہ منورہ کے کچھ زبان دان لوگوں سے سیکھا تھا۔ حضرت زید بن ثابتؓ بہت خوش خط تھے۔ اسی بنیاد پر حضور نبی اکرم ﷺ نے انہیں کتابت کا عہدہ عطاء فرمایا تھا۔ حضرت زید بن ثابتؓ وحی بھی کتابت کیا کرتے تھے اور حضور نبی اکرم ﷺ کی طرف سے خطوط بھی لکھا کرتے تھے۔

انہیں کو نبی ﷺ کا قرب اس قدر حاصل تھا کہ بعض اوقات حضور ﷺ کے پہلو میں بیٹھ جاتے تھے اور آپ ﷺ شفقت سے ان کی ران پر اپنا زانوئے مبارک رکھ دیتے تھے۔ ایک دن اسی حالت میں آپ ﷺ پر وحی نازل ہوئی۔ حضرت زیدؓ کہتے ہیں کہ اس وقت وحی کے بوجھ سے آپ کا زانوئے مبارک مجھے اس قدر بھاری معلوم ہوا کہ مجھے لگا میری ران چور چور ہو جائے گی۔ لیکن ادب کی وجہ سے اف تک نہ کی اور ساکت بیٹھا رہا۔

وحی کی کتابت چند اور صحابہ کرامؓ بھی کرتے تھے۔ خطوط چند اور صحابہ بھی لکھتے تھے۔ لیکن ان سب میں حضرت زید بن ثابتؓ کا نام سرفہرست ہے۔ انہوں نے یہ کام نبی ﷺ کے وصال تک مسلسل کیا۔ اس زمانے میں کاغذ نایاب تھا۔ وہ قلم، دوات، چوڑی ہڈیاں اور پتلے پتھر لے کر حضور ﷺ کی خدمت میں بیٹھ جاتے۔ وحی نازل

ہوتی تو آپ ﷺ کی زبان مبارک سے جو کچھ سنتے لکھتے جاتے اور جو کچھ لکھتے جاتے وہ ان کے دل پر بھی ساتھ ساتھ نقش ہوتا جاتا تھا۔ اس طرح انہوں نے پورا قرآن حفظ کر لیا تھا۔ امام بخاری لکھتے ہیں کہ حضرت زید بن ثابتؓ پورے قرآن کریم کے حافظ تھے۔ انہوں نے حضور ﷺ کے سامنے ہی مختلف چیزوں پر لکھے قرآن کریم کے تمام اجزاء کو جمع کر لیا تھا۔

۲ ہجری میں بدر کا معرکہ پیش آیا۔ اس وقت حضرت زید بن ثابتؓ تیرہ سال کے تھے۔ حضور ﷺ نے لڑائی میں شرکت کی عمر کم از کم پندرہ سال مقرر فرمائی تھی۔ حضرت زید بن ثابتؓ لڑائی میں شریک ہونے کے خواہش مند تھے لیکن اجازت نہ ملی۔ غزوہ احد میں شریک ہوئے یا نہیں اس میں مؤرخین کا اختلاف ہے۔ البتہ انہوں نے غزوہ خندق میں حصہ لیا۔ خندق کی کھدائی میں بھی شریک رہے۔ انہیں خندق سے مٹی نکالتے دیکھ کر حضور ﷺ نے فرمایا: ”کیا اچھا لڑکا ہے۔“

اس کے بعد انہوں نے غزوہ تبوک میں بھی شرکت کی۔ اس غزوہ میں آپ ﷺ نے انہیں جھنڈا عطاء فرمایا۔

حضور ﷺ کے انتقال کے بعد خلافت کے مسئلے پر مہاجرین وانصار جمع ہوئے۔ اس موقع پر حضرت زید بن ثابتؓ نے فرمایا: ”رسول اللہ ﷺ مہاجرین میں سے تھے اس لئے خلیفہ بھی مہاجرین میں سے ہونا چاہئے۔ ہم جس طرح رسول اللہ ﷺ کے انصار تھے اسی طرح منتخب ہونے والے خلیفہ کے بھی انصار رہیں گے۔ (یعنی مددگار رہیں گے)“

حضرت ابوبکر صدیقؓ نے حضرت زید بن ثابتؓ کی اس جرأت مندانہ تقریر پر انہیں مبارک باد دی۔ اس کے بعد حضرت زیدؓ نے چند دوسرے انصار کے ساتھ حضرت ابوبکرؓ کی سب سے پہلے بیعت کی۔ اس کے ساتھ ہی تمام مہاجرین وانصار نے حضرت ابوبکرؓ کے ہاتھ پر بخوشی بیعت کر لی۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ کی خلافت کے دوران آپ کتابت کے عہدے پر بحالی رہے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے انہیں اپنی مجلس شوریٰ کا رکن مقرر فرمایا۔ مرتدوں نے فتنہ بپا کیا تو حضرت زیدؓ نے مدینہ میں حضرت ابوبکرؓ کا ہاتھ بٹایا۔ مسیلمہ کذاب کے ساتھی خونی معرکہ ہوا۔ اس جنگ میں حضرت زیدؓ نے شرکت کی۔ انہیں ایک تیر لگا۔ لیکن ان کی جان بچ گئی۔ اس لڑائی میں بہت سے حافظ قرآن شہید ہوئے۔ اس لئے خوف پیدا ہوا کہ کہیں قرآن پاک کا کوئی حصہ ضائع نہ ہو جائے۔ چنانچہ حضرت عمر فاروقؓ کے توجہ دلانے پر حضرت ابوبکر صدیقؓ نے حضرت زید بن ثابتؓ کو حکم دیا کہ وہ قرآن جمع کریں۔ اس عظیم کام میں مدد کے لئے حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ۷۵ صحابہ کرام کی جماعت مقرر فرمائی۔ اگرچہ قرآن کے تمام اجزاء پہلے ہی جمع کئے جا چکے تھے۔ لیکن اس موقع پر جو اجزاء بھی لوگوں کے پاس موجود تھے۔ ان سب کو بھی ایک جگہ جمع کیا گیا اور پورے قرآن کو یکجا کر کے ایک جگہ محفوظ کر لیا گیا۔ قرآن کا یہ نسخہ پہلے ابوبکر صدیقؓ کے پاس رہا۔ پھر ان کی وفات کے بعد حضرت عمر فاروقؓ کے پاس رہا۔ حضرت عثمانؓ نے اپنے دور میں اس کی مزید نقلیں تیار کروائیں۔ جن بڑے لوگوں نے نقل کرنے کا کام کیا ان میں حضرت زیدؓ شامل ہیں۔

حضرت عمر فاروقؓ کا دور آیا تو انہوں نے حضرت زید بن ثابتؓ کا کتابت کا عہدہ برقرار رکھا، مجلس شوریٰ کی ان کی رکنیت بھی حال رکھی۔ بعد میں انہیں مدینہ منورہ کا قاضی بھی مقرر فرمایا۔ ان کی تنخواہ مقرر فرمائی۔ اس وقت تک کتابت کا کام بہت بڑھ چکا تھا۔ اس لئے ان کی مدد کے لئے حضرت معیقیب کو مقرر فرمایا۔ شروع میں قاضی کے

لئے کوئی الگ عمارت نہیں تھی۔ اس لئے حضرت زیدؓ قاضی کے فرائض اپنے گھر میں انجام دیتے تھے۔

حضرت عمرؓ کو حضرت زید بن ثابتؓ پر بہت اعتماد تھا۔ وہ حج کے لئے مکہ معظمہ گئے تو حضرت زیدؓ کو قائم مقام بنایا۔ انہیں کو شام کے سفر پر جانا پڑا۔ تب بھی حضرت زیدؓ کو ہی قائم مقام بنا کر گئے۔

حضرت عمر فاروقؓ کی شہادت کے بعد حضرت عثمانؓ خلیفہ مقرر ہوئے۔ انہوں نے بھی حضرت زیدؓ کا مرتبہ برقرار رکھا۔ ۳۱ ہجری میں انہیں بیت المال کا افسر مقرر فرمایا۔ حضرت عثمانؓ حج کے لئے گئے تو حضرت زیدؓ کو اپنا قائم مقام مقرر فرمایا۔ حضرت عثمانؓ کے خلاف جب شرپسندوں نے بغاوت کی تو حضرت زیدؓ نے اس فساد کو روکنے کی ہر ممکن کوشش کی۔ لیکن افسوس! ان کی کوششیں ناکام گئیں۔

حضرت عثمانؓ کے بعد حضرت علیؓ خلیفہ مقرر ہوئے۔ حضرت علیؓ بھی ان کا اسی طرح اکرام کرتے رہے۔

حضرت زیدؓ نے حضرت امیر معاویہؓ کے دور میں ۴۵ ہجری یا ۴۶ ہجری میں اس دنیا سے رحلت فرمائی۔ وفات کی خبر پھیلی تو لوگ غم سے نڈھال ہوگئے۔ اس وقت حضرت حسان بن ثابتؓ شاعر رسول زندہ تھے۔ انہوں نے آپ کی وفات پر اشعار پڑھے۔ حضرت ابوہریرہؓ نے ان کی وفات کی خبر سنی تو فرمایا کہ: ’’آج امت کا عالم اٹھ گیا۔‘‘

حضرت عبداللہ ابن عباسؓ دفن کے وقت موجود تھے۔ بولے: ’’دیکھو! علم اس طرح جاتا ہے۔ آج علم کا بڑا حصہ دفن ہوگیا۔‘‘

انہوں نے اپنے پیچھے گیارہ بیٹے چھوڑے۔ سب نے علم وفضل کے اعتبار سے نام پیدا کیا۔ ان کے پوتوں بھی دنیا میں نام پایا۔ اس کی زوجہ محترمہ کا نام جمیلہ تھا۔ وہ مشہور صحابی حضرت سعد بن ربیع انصاریؓ کی صاحب زادی تھیں۔ یہ سعد بن ربیعؓ غزوہ احد میں شہید ہوئے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے حضرت زیدؓ کے بارے میں فرمایا: ’’میری امت میں سب سے بڑھ کر فرائض یعنی میراث کا علم جاننے والے زید بن ثابت ہیں۔‘‘

حضرت عمر نے ایک مرتبہ فرمایا: ’’جسے فرائض کے بارے میں کوئی سوال کرنا ہو۔ وہ زید بن ثابت کے پاس جائے۔‘‘

نامور تابعی حضرت سعید بن المسیبؒ کو کوئی مشکل مسئلہ پیش آتا تو حضرت زیدؓ کے فیصلوں کو دیکھتے تھے۔

حضرت امام مالک بن انسؒ فرائض کے تمام مسائل میں حضرت زیدؓ کی تقلید کرتے ہیں۔ امام شعبیؒ لکھتے ہیں۔ ’’زیدؓ فرائض کی طرح قرآن میں بھی اونچا مقام رکھتے تھے۔‘‘

فقہ میں بھی ان کا بہت اونچا مقام تھا۔ عہد رسالت میں بھی فتوے دیا کرتے تھے۔ بعد میں بھی مفتی کے عہدے پر رہے۔ ان کے فتاوی جات کی تعداد اس قدر ہے کہ ضخیم کتابیں تیار ہوسکتی ہیں۔ ریاضی کے بھی ماہر تھے۔ ایک روز گھوڑے پر سوار ہوئے تو حضرت عبداللہ ابن عباسؓ نے رکاب تھام لی۔ حضرت زیدؓ نے چونک کر کہا یہ آپ کیا کرتے ہیں۔ اس پر ابن عباسؓ نے فرمایا: ’’علماء اور دین کے اکابر کی یہی شان ہے کہ ان کی رکاب تھامی جائے۔‘‘

امیر معاویہؓ جو کچھ ان سے سنتے تھے۔ اس کو خاص اہمیت دیتے تھے۔ ان کی طبیعت میں عاجزی تھی۔ ہر ایک سے خندہ پیشانی سے ملتے تھے۔ سوالات کے جوابات بہت سکون اور اطمینان سے دیتے تھے۔

اولاد آدم علیہ السلام!

محترمہ عائشہ صدیقی

حضرت آدم علیہ السلام کے بعد ان کی اولاد نے خوب ترقی کی اور ان کی نسل خوب پھلی پھولی۔ مردوں اور عورتوں سے گاؤں اور شہر بھر گئے۔ اگر حضرت آدم علیہ السلام کی دوبارہ زندگی ہوتی، اور وہ ملک کی سیر کرتے اور ان سے کہا جاتا کہ یہ جتنے مرد وعورت تم دیکھ رہے ہو۔ یہ تمہاری اولاد ہے تو وہ بہت تعجب کرتے اور کہتے ارے یہ سب میری اولاد ہے؟۔ حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد نے بہت ترقی کی۔ بہت سے گاؤں آباد کئے۔ بہت سے مکانات بنائے۔ آرام وراحت کے ساتھ کھیتی باڑی کرتے تھے اور اطمینان کے ساتھ کھاتے پیتے تھے۔ اس وقت سب کا مذہب اسلام تھا۔ سب اپنے باپ حضرت آدم علیہ السلام کے دین پر قائم تھے۔ اللہ کی عبادت کرتے تھے۔ اس کا شریک نہیں ٹھہراتے تھے۔ ایک ہی جماعت تھی۔ سب کے باپ حضرت آدم علیہ السلام تھے۔ سب کا رب اللہ تھا۔ بس۔

شیطان کا حسد

شیطان اور اس کی اولاد کس آنکھ سے دیکھتی کہ حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد برابر اللہ کی عبادت پر قائم رہے۔ کس دل سے برداشت کرتی کہ یہ جماعت آپس میں اخلاص ومحبت کے ساتھ ایک مذہب پر جمی رہے۔ شیطان کو کیسے قرار آتا کہ حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد زندگی بھر دنیا میں پھلے پھولے اور مرنے کے بعد جنت میں داخل ہو اور وہاں آرام وچین کے ساتھ بسر کرے۔ اور وہ اور اس کی اولاد دوزخ کا ایندھن ہو اور اس میں جلے بھنے یہ ناممکن ہے۔ شیطان نے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ نہیں کیا۔ اللہ نے اس کو نکال پھینکا اور اس پر لعنت کی۔ اب وہ کیا حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد سے بدلہ نہ لے گا؟۔ ضرور لے گا۔ ان کو بہلا پھسلا کر ان سے شیطانی حرکتیں کروا کے اپنے دل کے پھپھولے پھوڑے گا۔ ان کو اپنے ساتھ جہنم میں لے جائے گا تو اس کے دل کی بھڑاس نکلے گی۔ اپنے ساتھ ان کو جلتا دیکھ کر اس کا غم غلط ہوگا۔ مگر یہ کیسے ہو وہ تو اللہ کے نیک بندے تھے اور اللہ کے نیک بندوں کا دوزخ میں جانا ناممکن ہے۔

شیطان کی چال

شیطان کو فکر ہوئی کہ کیا تدبیر کی جائے اور کس طرح لوگوں کو بہکایا جائے۔ کس طرح لوگوں کو اللہ کی عبادت سے ہٹا کر بتوں کی عبادت پر مائل کیا جائے تاکہ وہ جنت میں نہ جانے پائیں۔ دوزخ میں اسی کا ساتھ دیں۔ کسی زمانے میں وہ مقرب بارگاہ الٰہی تھا۔ اس کو معلوم تھا کہ اللہ تعالیٰ تمام گناہوں کو اگر چاہے گا تو معاف کر دے گا۔ مگر مشرک کو نہیں بخشے گا۔ اس کا ٹھکانا جہنم کے نیچے طبقہ میں ہوگا۔ بس پھر کیا تھا راستہ صاف تھا جو ترکیب اس نے سوچی اس میں کامیابی ہی کامیابی نظر آئی۔ اس نے پختہ ارادہ کرلیا کہ لوگوں کو بتوں کی عبادت پر مائل کیا جائے۔ ان کو شرک کی ترغیب دی جائے۔ بس پھر ان کا جنت میں جانا ناممکن ہو جائے گا۔ لیکن کیا صورت کرے، کون سا راستہ

اختیار کرے کس طرح لوگوں کو بہکائے ان سے کیا کہے؟ اگر ان سے کہے کہ تم اللہ کی عبادت چھوڑ کر بتوں کو پوجو، ان کی عبادت کرو، ان کے آگے سر جھکاؤ، ان سے اپنی مرادیں مانگو، تو لوگ اس کا استقبال مار اور گالی سے کریں۔ مار مار کر طمانچے اس کا منہ لال کر دیں اور کہیں خدا کی پناہ! ہم اپنے پروردگار کا شریک ٹھہرائیں، بتوں کی عبادت کریں تو ہم کو بہکاتا ہے تو ہی نے ہم کو جنت سے نکلوایا۔ اب یہاں بھی چین سے نہیں بیٹھنے دیتا۔ کیا تو سمجھتا ہے کہ ہم پھر تیری بات مان لیں گے۔ پھر ہم تیرے کہے پر عمل کریں گے۔ یہ ہرگز نہیں ہوسکتا۔ دور ہو ہمارے پاس سے شیطان مردود۔ دور ہو۔

شیطان کا مکروفریب

شیطان سوچتا تھا مگر کوئی ترکیب اس کی سمجھ میں نہ آتی تھی۔ سوچتے سوچتے اک دم خیال آیا کہ ان کے جو بزرگ گزر چکے ہیں ان کی جدائی ان لوگوں کو پریشان کر رہی ہے۔ ان سے جا کر کہوں کہ جو تمہارے بزرگ گزر چکے ہیں اگر تم ان کو دیکھنا چاہتے ہو تو ان کی تصویریں بناؤ اور ان کو دیکھو وہ یہ سن کر ضرور میرا کہنا مان لیں گے۔ جب اس کو بنالیں گے تو پھر اس کی تعظیم وتکریم پر ان کو راغب کروں گا۔ ہوتے ہوتے ایک زمانہ ایسا آجائے گا کہ وہ ان کو پوجنے لگیں گے۔ اس طرح میرا مقصد پورا ہو جائے گا۔ اس خیال کے آتے ہی وہ بہت خوش ہوا اور اس نے سمجھ لیا کہ مار لیا، پالیا۔ جلدی سے ان لوگوں کے پاس پہنچا اور کہا کہ تمہارے فلاں اور فلاں بزرگ کیسے اچھے آدمی تھے۔ انہوں نے کہا سبحان اللہ! ان کا کیا کہنا وہ صورت میں انسان اور سیرت میں فرشتہ تھے۔ وہ اللہ کے دوست تھے۔ اللہ کے نیک اور سچے بندے تھے۔ وہ اللہ سے محبت کرتے تھے اور اس کی بے حد تعظیم کرتے تھے۔ وہ ایسے تھے کہ اللہ تعالیٰ ان سے محبت کرتا تھا۔ وہ جو مانگتے تھے ان کو دیتا تھا۔ وہ جو دعاء کرتے تھے اللہ تعالیٰ قبول فرماتا تھا۔

بزرگوں کی تصویریں

شیطان نے بہت رنج وافسوس ظاہر کیا اور کہا تم کو ان کی جدائی کا رنج نہیں ہے؟ کہا! بہت مگر کیا کریں مجبور ہیں۔ شیطان نے کہا تم کو ان کے دیکھنے کا شوق نہیں ہوتا؟ کہا جو بات ناممکن ہو اس کی آرزو سے کیا فائدہ۔ شیطان نے کہا یہ تو تمہارے اختیار میں ہے اگر چاہو تو روز ان کو دیکھ سکتے ہو۔ یہ کیا مشکل بات ہے۔ کہا ہم کیسے دیکھ سکتے ہیں۔ وہ تو مر چکے ہیں۔ ہماری نظروں سے غائب ہوگئے۔ اب ہم ان کو کس طرح دیکھ سکتے ہیں۔ شیطان نے کہا: ہم بتائیں ایک کام کرو انہیں کی ہم شکل تصویریں بناؤ اور روز صبح ان کو دیکھ لیا کرو۔ اس سے تمہارا غم غلط ہوگا۔ تمہارے دلوں کو تسکین ہوگی تم سمجھو گے کہ ہم انہیں دیکھ رہے ہیں۔ لوگ دھوکہ میں آگئے۔ اس رائے کو بہت پسند کیا اور جھٹ پٹ انہیں بزرگوں کی ہم شکل صورتیں بناڈالیں۔ روز صبح ان کو دیکھتے تھے اور خوش ہوتے تھے اور جب دیکھتے تھے ان کی تعریف کرتے تھے اور ان کی عزت کرتے تھے۔

پتھر کی مورتیں

صورتیں بناتے بناتے اب پتھر کی مورتیں بنانے لگے۔ دیکھتے دیکھتے بزرگوں کی ہم شکل جیسوں مورتیں تیار ہوگئیں اور ان کو اپنے اپنے گھروں اور مسجدوں میں رکھنے لگے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی عبادت میں کوئی کمی نہیں کی۔

برابر اس کی عبادت میں لگے رہے۔ نہ اس کی عبادت میں کوئی فرق ہوا نہ اس کا شریک ٹھہرایا۔ سب سمجھتے تھے کہ یہ پتھر کی مورتیں تو ان بزرگوں کی تصویریں ہیں۔ سب جانتے تھے کہ یہ پتھر کی مورتیں ہیں نہ ان سے کچھ نفع پہنچ سکتا ہے، نہ نقصان۔ نہ ان سے رزق مل سکتا ہے نہ یہ کسی کے مددگار ہو سکتے ہیں۔ ان کو خیالی برکت کے لئے اپنے بزرگوں کی یادگار، اپنے بزرگوں کی نشانی سمجھ کر اپنے دل کو تسکین دینے کے لئے رکھتے تھے اور ان کی عزت کرتے تھے۔ سمجھتے تھے کہ یہ ہمارے فلاں عزیز کی صورت ہے اور یہ فلاں عزیز کی صورت ہے۔ رفتہ رفتہ سیکڑوں کی تعداد میں مورتیں تیار ہو گئیں اور ان کی تعظیم بڑھتی گئی۔ ہوتے ہوتے یہ ہوا کہ جب کوئی آدمی مرتا تو فوراً اس کی مورت بنائی جاتی تھی اور اس کا وہی نام رکھا جاتا جو اس آدمی کا نام ہوتا۔

پتھر کے معبود اور ان کی پوجا

ان کی اولاد دیکھتی تھی کہ ہمارے باپ، چچا اور دوسرے بزرگ ان مورتوں کی بے حد تعظیم کرتے ہیں۔ ان کو متبرک سمجھتے ہیں۔ ان کو چومتے ہیں۔ ان کے پاس کھڑے ہو کر دعائیں مانگتے ہیں اور جب ان مورتوں کے پاس آتے ہیں تو تعظیماً ان کے آگے سر جھکا دیتے ہیں اور ان کے سامنے جھک جھک جاتے ہیں۔ دیکھتے دیکھتے ان کی اولاد بھی ان کے نقش قدم پر چلنے لگی۔ وہی کرنے لگی جو ان کے بڑے کرتے تھے۔ پھر تو یہ ہوا کہ لوگ ان بتوں کو پوجنے لگے۔ ان کو سجدہ کرتے تھے ان سے سوال کرتے تھے ان کے نام کی قربانی کرتے تھے۔ اس طرح یہ تصویریں مورتیں بنیں اور مورتوں سے معبود بن گئیں۔ لوگ اللہ کو چھوڑ کر، حقیقی معبود کو بھلا کر ان بتوں کی پوجا کرنے لگے اور ان کو اپنا معبود سمجھنے لگے۔ شیطان کا فریب کارگر ہو گیا۔ وہ اپنے مقصد میں پورے طور سے کامیاب ہوا اور لوگوں نے ان معبودوں کے نام رکھے تھے۔ کسی کا نام ود تھا۔ کسی کا سواع، کسی کا یغوث، کوئی یعوق تھا، کوئی نسر

اللہ تعالیٰ کی ناراضی

ان کی ان حرکتوں پر اللہ تعالیٰ کو بہت غصہ آیا، ان پر لعنت کی اور بھائی غصہ کیسے نہ آتا اور کیوں ان پر لعنت نہ کرتا۔ اللہ نے ان کو پیدا کیا۔ ان کے لئے آسمان کی چھت قائم کی زمین کو بچھونا بنایا۔ پھر ان کی خاطر آسمان کو چاند سورج اور تاروں سے رونق بخشی۔ دن کے تمام کام سورج سے لیتے ہیں۔ رات کو چاند کی روشنی میں بھولے بھٹکے مسافر راہ پاتے ہیں۔ پھر زمین میں پیڑ، پتے، گل بوٹے اگائے، پیٹ بھرنے کی تمام چیزیں اسی زمین سے پیدا کیں۔ نہریں اور چشمے جاری کئے۔ ان کو عقل دی کہ اپنی عقل سے اپنی راحت کے تمام سامان مہیا کر سکیں۔ جانوروں کو ان کا تابع بنایا ایسے شفیق ماں باپ ان کو عنایت فرمائے۔ راحت و آرام کی تمام چیزیں مہیا کیں۔ پھر اس کو غصہ نہ آئے پھر وہ ناراض نہ ہو۔ پھر وہ لعنت نہ کرے۔

اسی کی بنائی ہوئی زمین پر چلیں اور اترائیں، اسی کا دیا ہوا رزق کھائیں اور نافرمائی کریں یہ کتنے غصے کی بات ہے اور کتنی زیادتی ہے۔ اللہ تعالیٰ غصہ ہوا اور اس کا غصہ معمولی بات نہیں ہے۔ اس نے غصہ ہو کر بارش کو روک دیا اور کھیتی اور نسل کی پیداوار میں کمی کر دی۔ لیکن لوگوں کی آنکھ نہ کھلی۔ وہ نہ سمجھے اور سمجھتے کیسے عقل تو کھو چکے تھے۔ عقل تو ان بتوں کی نذر کر چکے تھے۔ پھر کیسے سمجھتے! نہ تو سمجھے اور نہ توبہ کی اور توبہ کیسے کرتے گناہ سمجھتے تو توبہ کرتے!

رمضان اور معرکۂ حق و باطل!

مولانا محمد منصور احمد

رمضان میں بھوک کی شدت اور پیاس کی سختی میں انسان کو بلا اختیار وہ پاکیزہ لوگ یاد آ جاتے ہیں جو عام دنوں میں بھی اپنے گھروں سے دور آرام دہ زندگی اور لذت و سرور سے بیزار، میدانوں، وادیوں، صحراؤں اور شہروں میں اللہ کے دین کی سربلندی کے لئے ہر طرح کی تکلیف سہنے کے لئے تیار رہتے ہیں۔

یہ اللہ تعالیٰ کا عظیم الشان احسان ہے کہ اس نے امت مسلمہ کو صرف رمضان اور قرآن جیسی بیش بہا نعمتوں اور دولتوں سے ہی نہیں نوازا بلکہ ان کے تحفظ اور دفاع کے لئے تلوار اٹھانے اور دشمن کی شان وشوکت کو خاک میں ملانے کا حکم بھی دیا تا کہ یہ نعمتیں ہمیشہ محفوظ اور باقی رہیں۔

''جہاد'' درحقیقت اسلام کے دفاع کا نام ہے۔ جس طرح ہر قیمتی چیز کو حفاظت وسیکورٹی کی ضرورت ہوتی ہے۔ اسی طرح اگر جہاد کو چھوڑ دیا جائے تو اسلام و اہل اسلام ذلت وغلامی کا شکار ہو جاتے ہیں۔ رمضان المبارک اور جہاد مقدس میں اتنا مضبوط تعلق اور رشتہ ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ نے اسی مہینے میں خود میدانوں کا رخ فرمایا اور خود اپنے حکم سے کئی سرایا۔ اسی ماہ مبارک میں روانہ فرمائے۔

۱...... اسلامی تاریخ کا سب اہم معرکۂ حق و باطل یعنی غزوۂ بدر، رمضان ۲ھ میں پیش آیا۔

۲...... فتح مکہ جس کے بعد مسلمانوں کو مرکز انسانیت بیت اللہ پر قبضہ نصیب ہوا۔ رمضان ۸ھ میں پیش آیا۔

۳...... سریہ عمیرؓ بن عدی: رمضان ۲ھ میں روانہ کیا گیا۔

۴...... سریہ عبداللہ بن عتیک انصاریؓ: رمضان ۶ھ میں روانہ کیا گیا۔

۵...... سریہ غالبؓ بن عبداللہ اللیثی: رمضان ۷ھ میں روانہ کیا گیا۔

۶...... سریہ حضرت ابوقتادہؓ: یہ بطن اضم کی طرف رمضان ۸ھ میں روانہ کیا گیا۔

۷...... سریہ اسامہؓ بن زید: یہ حرقات جہینہ کی طرف رمضان ۸ھ میں روانہ کیا گیا۔

۸...... سریہ سعدؓ بن زید: یہ مناۃ بت کو توڑنے کے لئے رمضان ۸ھ میں روانہ کیا گیا۔

۹...... سریہ خالد بن ولیدؓ: یہ عزیٰ بت توڑنے کے لئے رمضان ۸ھ میں روانہ کیا گیا۔

۱۰...... سریہ عمروؓ بن العاصؓ: یہ سواع بت توڑنے کے لئے رمضان ۸ھ میں روانہ کیا گیا۔

۱۱...... سریہ زیدؓ بن حارثہ: یہ رمضان ۶ھ میں روانہ کیا گیا۔

۱۲...... سریہ علیؓ بن ابی طالب: یہ یمن کی طرف ۱۰ھ میں روانہ کیا گیا۔

اللہ تعالیٰ اس رمضان المبارک کو مسلمانوں کی فتح ونصرت اور کفر اور کفر نوازوں کے لئے ذلت ورسوائی کا مہینہ بنادے۔ آمین!

متفرق......مگراہم!

مولانا محمد نذر عثمانی

اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب عمل

حضرت عبداللہ بن سلامؓ سے روایت ہے کہ صحابہ کرامؓ کی ایک جماعت نے آپس میں یہ مذاکرہ کیا کہ اگر ہمیں یہ معلوم ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب عمل کون سا ہے تو ہم اس پر عمل کریں اور چاہا کہ کوئی صاحب جاکر رسول اللہ ﷺ سے اس کا سوال کریں۔ مگر کسی کو ہمت نہ ہوئی۔ ابھی یہ لوگ اسی حالت پر تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سب لوگوں کو نام بنام اپنے پاس بلایا۔ (جس سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ کو بذریعہ وحی ان کا اجتماع اور ان کی گفتگو معلوم ہوگئی تھی) جب یہ لوگ حاضر خدمت ہوگئے تو رسول اللہ ﷺ نے پوری سورۃ صف پڑھ کر سنائی جو اسی وقت آپ ﷺ پر نازل ہوئی تھی۔ اس سورۃ میں یہ بتلادیا کہ احب الاعمال جس کی تلاش میں حضرات تھے وہ جہاد فی سبیل اللہ ہے۔ آیت مبارکہ: ''ان اللہ یحب الذین یقاتلون فی سبیلہ صفا کانھم بنیان مرصوص ''اللہ چاہتا (محبوب رکھتا) ہے ان لوگوں کو جو لڑتے ہیں اس کی راہ میں قطار باندھ کر گویا وہ دیوار ہیں سیسہ پلائی ہوئی۔ (صف آیت نمبر:۴ پارہ:۲۸، معارف القرآن ج۸ ص۴۱۹)

انا للہ وانا الیہ راجعون!

حضرت عائشہ صدیقہؓ نے گھر میں مٹی کا دیا جلایا ہوا تھا۔ تیز ہوا کے آنے سے دیا بجھ گیا۔ آنحضرت ﷺ نے اس پر''انا للہ وانا الیہ راجعون ''پڑھا۔ حضرت عائشہؓ نے سنا ہوا تھا کہ جب کوئی مرتا ہے تو اس وقت یہ پڑھنا ہوتا ہے۔ کہنے لگیں حضرت ﷺ یہ تو دیا بجھا ہے اور میں ابھی اس کو جلا دیتی ہوں۔ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا عائشہؓ ''کل ما یسوٗ المؤمن ''ہر وہ چیز جو مؤمن کو تکلیف دہ پیش آئے وہاں یہ پڑھنا چاہئے۔ یہ دیا جل رہا تھا یکدم بجھ گیا۔ ہمیں کوفت تو ہوئی۔ ٹھوکر لگے یا گر جائے تب بھی انا للہ پڑھنا چاہئے۔ (ذخیرۃ الجنان فی فہم القرآن ج۲ ص۴۱)

ورزق اھلہ من الثمرات!

حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی ایک دعا یہ تھی کہ اس کے باشندوں کو پھلوں کا رزق عطاء فرما۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی دعا میں یہ نہیں فرمایا کہ مکہ اور اس کے ماحول کو گلزار اور پھلوں کی زمین یا قابل کاشت بنادے۔ بلکہ یہ دعا فرمائی کہ یہ چیزیں پیدا کہیں ہوں مگر مکہ میں پہنچا کریں۔ اس میں شاید یہ راز ہو کہ حضرت خلیل علیہ السلام یہ نہیں چاہتے تھے کہ ان کی اولاد کاشتکاری یا باغبانی کے کاموں میں مشغول ہو جائے۔ کیونکہ ان کو اس جگہ آباد کرنے کا منشا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خود یہ فرمادیا''ربنا لیقیمو الصلوٰۃ ''جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت خلیل علیہ السلام اپنی اولاد کا اصل مشغلہ بیت اللہ کی حفاظت اور نماز کو رکھنا چاہتے تھے۔ ورنہ کیا مشکل تھا کہ خود مکہ مکرمہ کو ایسا گلزار بنادیا جاتا کہ دمشق و بیروت اس پر رشک کرتے۔ سورۃ قصص آیت نمبر ۵۷ میں اس دعا

کی قبولیت کا اظہار ان الفاظ میں فرمادیا ہے۔ ”یجبیٰ الیه ثمرات کل شئی “ واضح ہو کہ خود مکہ میں یہ پھل پیدا کرنے کا وعدہ نہیں بلکہ دوسرے مقامات سے یہاں لائے جایا کریں گے۔ کیونکہ لفظ یجبی کا یہی مفہوم ہے دوسرے ثمرات کل شجر نہیں فرمایا۔ بلکہ ثمرات کل شئی اس تفسیر لفظی سے ذہن اس طرف جاتا ہے کہ یہاں ثمرات کو عام کرنا مقصود ہے۔ کیونکہ عرف میں ہر چیز سے حاصل ہونے والی پیداوار کو کہا جاتا ہے۔ درختوں کے پھل مشینوں سے حاصل ہونے والا کل سامان اس طرح ثمرات کل شئی میں تمام ضروریات زندگی داخل ہو جاتی ہے۔ حق تعالیٰ نے اگرچہ ارض حرم کو نہ کاشت کی زمین بنایا ہے نہ صنعت کاری کی۔ لیکن دنیا بھر میں پیدا ہونے والی اور بننے والی چیزیں یہاں عام طور پر مل جاتی ہیں۔ سبحان اللہ! مکہ مکرمہ کی زیارت کرنے والا کوئی بھی شخص دعا ابراہیمی کا اپنی آنکھوں سے خود مشاہدہ کرسکتا ہے۔ (معارف القرآن ج۱ ص۳۲۶)

آخری آیت

”واتقو یوما ترجعون فیه الی اللّٰه “ ﴿اور ڈرتے رہو اس دن جس دن لوٹائے جاؤ گے اللہ کی طرف پھر پورا دیا جائے گا ہر شخص کو جو کچھ اس نے کمایا اور ان پر ظلم نہ ہوگا﴾ حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ یہ آیت نزول کے اعتبار سے سب سے آخری آیت ہے۔ اس کے بعد کوئی آیت نازل نہیں ہوئی۔ اس کے اکتیس روز بعد آنحضرت ﷺ کی وفات ہوگئی اور بعض روایات میں صرف نو دن بعد وفات ہونا مذکور ہے۔ (معارف القرآن ج۱ ص۶۵۸)

زیر سرپرستی سید نفیس الحسینی مدظلہ العالی

نفیس قرآن کمپنی

الحمدللہ نفیس قرآن کمپنی نے بائنڈنگ کی دنیا میں ایک بین الاقوامی معیار متعارف کروایا ہے۔ اور اسی طرح قرآن پاک پندرہ سطری حافظی اور سولہ سطری حافظی کی اشاعت وطباعت میں بھی اعلیٰ معیار برقرار رکھا ہے۔ اس کے علاوہ نورانی قاعدہ اور سورۃ یٰس بھی اعلیٰ معیار کے ساتھ شائع ہو چکی ہیں۔ اہل مخیر حضرات سے گزارش ہے کہ قرآن پاک ہدیۃً یا تحفۃً دینے کے لیے یا مرحومین کے ایصال ثواب کے لیے تقسیم کرنے کیلئے ہم سے رابطہ کریں ہم انشاء اللہ آپ کو نہایت مناسب ہدیہ پر قرآن پاک مہیا کریں گے۔ **آپ کا اطمینان ہمارا نصب العین ہے**

خیر اندیش:
محمد سلیم صدیق، محمد ندیم صدیق

پتہ

16/6- ٹیپ روڈ، لاہور فون: 092-042-7322408 فیکس: 092-042-7211707
0300-4293479 0321-9464017

خوفناک سازش!

الحاج اشتیاق احمد

ہم ایک خوفناک سازش کا شکار ہوئے ہیں۔ یہ سازش لال مسجد اور جامعہ حفصہ کے خلاف نہیں تھی بلکہ تمام مدارس کے خلاف تھی۔ پورے ملک کے علماء کرام جب یہ کہہ چکے کہ ہم جامعہ حفصہ اور لال مسجد والوں کے طریقے سے اتفاق نہیں رکھتے۔ ان کا طریقہ کار غلط ہے۔ اگرچہ مطالبات ان کے درست ہیں۔

افغانستان پر حملہ کرنے کے لئے امریکہ کو جواز کی ضرورت تھی۔ یہ جواز اپنی دو بڑی عمارات پر خود ہی حملہ کر کے پیدا کیا گیا۔ پوری دنیا میں زبردست ہاہا کار مچائی گئی کہ یہ طالبان کا کام ہے۔ اس طرح غیر مسلم ہی نہیں، مسلم دنیا کو بھی اپنا ساتھی بنالیا اور افغانستان کو تباہ و برباد کر دیا۔

مدارس کے خلاف ایک مہم مدت سے جاری تھی۔ لیکن حکومت ہاتھ ڈالتے ہوئے گھبراتی تھی۔ آخر اس انداز میں جواز پیدا کیا گیا۔ حکومتی وزراء نے جامعہ حفصہ اور لال مسجد والوں سے راہ و رسم بڑھائی۔ انہیں مشورے دیئے۔ حوصلہ افزائی کی گئی۔ ان حضرات نے تین بدکار عورتوں اور چند چینیوں کو ایسے ہی اغواء نہیں کر لیا تھا۔ وڈیو کیسٹس کی توڑ پھوڑ بھی ان کی اپنی مرضی سے نہیں ہوئی تھی۔ یہ ان وزیروں کا کام تھا جو انہیں شہ دے رہے تھے۔ سیدھے سادے لوگ ان کی شہ میں آگئے اور ہمارے اپنے علماء کہتے نظر آئے کہ لال مسجد والوں کے طریقے سے ہم اتفاق نہیں رکھتے۔ یہ طریقہ ان کا اپنا تو تھا ہی نہیں یہ تو اسلام دشمن طاقتوں نے وضع کیا تھا تاکہ ساری دنیا کو معلوم ہو جائے۔ یہ مدارس دہشت گردی کے اڈے ہیں یہاں یہ کچھ ہوتا ہے اور جب دارالحکومت میں یہ ہوسکتا ہے تو باقی سب میں تو کیا نہیں ہوسکتا۔

چنانچہ ہم سب اس سازش کا شکار ہوگئے۔ کچھ علماء نے آ کر ہمدردی کی تھی تو بس اتنی کہ آپریشن رکوانے کے لئے مذاکرات کرانے کے سلسلہ میں۔ درمیان میں آتے اور آخر وقت تک پرخلوص کوششیں کرتے رہے۔ لیکن جس طرح امریکہ افغانستان پر ہر حال میں حملے کا فیصلہ کر چکا تھا۔ اسی طرح جامعہ حفصہ اور لال مسجد پر بھی آپریشن کا فیصلہ ہو چکا تھا۔ مذاکرات کچھ بھی نہیں کر سکتے تھے۔ چنانچہ دیکھ لیں۔ تمام تر بات چیت طے ہو جانے کے بعد بھی اچانک حکم دے دیا گیا آپریشن کر دیا جائے اور آپریشن کر دیا گیا۔

خبریں آرہی ہیں ان کا سلسلہ جاری و ساری ہے۔ اخباری دنیا کو عجیب و غریب حقائق موصول ہو رہے ہیں۔ وہ ایک دن باہر آ کر رہیں گے اس کی پرہول تفصیلات ایک دن ضرور منظر عام پر آئیں گی۔ شہیدوں کا خون رنگ لا کر رہے گا۔

وقت بتائے گا کہ کن حضرات نے آپریشن کرنے سے صاف انکار کرایا تھا اور یہ آپریشن کرنے کے لئے کن لوگوں کو لایا گیا۔ انکار کرنے والوں پر کیا بیتی یہ سب کہانیوں باہر آ کر رہیں گی۔ انشاء اللہ!

جماعتی سرگرمیاں!

ادارہ

ختم نبوت کانفرنس بہاول پور سے حضرت مولانا سید ارشد مدنی کا خطاب

آل انڈیا عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے سرپرست اور جمعیت علماء ہند کے مرکزی صدر شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کے جانشین حضرت مولانا سید ارشد مدنی نے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت دین اسلام کی بنیاد ہے۔ جس پر غیر مشروط طور پر ایمان لائے بغیر آدمی مسلمان نہیں ہوسکتا۔ ان خیالات کا اظہار انہوں نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام منعقدہ ختم نبوت کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ جس کی صدارت مجلس کے مرکزی ناظم اعلیٰ مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری نے کی۔ انہوں نے کہا کہ برطانوی سامراج نے مسلمانوں کے دلوں سے حب رسول اور جہاد کی اہمیت ختم کرنے کے لئے مرزا غلام احمد قادیانی کو نبوت کے منصب پر فائز کیا۔ انہوں نے کہا کہ تقسیم سے پہلے علماء کرام نے پورے ہندوستان میں قادیانیوں کا ناطقہ بند کیا اور تقسیم کے بعد عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے ہندوپاک میں قادیانیوں کو ناکوں چنے چبوائے۔ انہوں نے کہا کہ آل انڈیا عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت دار العلوم دیوبند کے مبلغین نے ہندوستان سے قادیانیت کا صفایا کردیا ہے۔ انہوں نے قائد تحریک ختم نبوت شیخ المشائخ خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم اور پیر طریقت حضرت مولانا سید نفیس الحسینی شاہ صاحب دامت برکاتہم کی قیادت میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی خدمات کو خراج تحسین پیش کیا اور فرمایا کہ ہندوستان کے علمائے کرام مجلس کی خدمات کو تحسین کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے روح رواں حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری نے کہا کہ قادیانیت کے مکمل خاتمہ تک تحریک جاری رہے گی۔ انہوں نے کہا کہ فوج میں چھپے ہوئے قادیانیوں نے لال مسجد اور جامعہ حفصہؓ میں معصوم بچوں اور بچیوں کے جسموں کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے پاکستان کو پوری دنیا میں بالعموم اور عالم اسلام میں بالخصوص بدنام کردیا ہے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے کہا کہ حکمرانوں نے سینکڑوں حفاظ وقراء اور حافظات وقاریات اور عالمات کو شہید کر کے شمر، ہٹلر، تاتار اور برطانیہ کے مظالم کی یاد تازہ کردی ہے۔ انہوں نے حضرت مولانا عبدالرشید غازی کی عظیم الشان قربانی پر غازی خاندان کو خراج تحسین پیش کیا۔ جمعیت علمائے اسلام کے ضلعی امیر مولانا سید مظہر الاسعدی نے کہا کہ ہم جمعیت علماء ہند کے راہنماؤں کو ملک عزیز میں خوش آمدید کہتے ہیں۔ آزادی ملک کے سلسلہ میں مدنی خاندان کے خدمات کو تحسین کی نگاہ سے دیکھتے ہیں کہ مدنی خاندان نے تقسیم کے بعد ہندوستان میں مسلمانوں کی جان ومال اور عزت وآبرو کا تحفظ کیا۔ کانفرنس سے مولانا اللہ وسایا، مولانا مفتی عطاء الرحمان، مولانا محمد اسحاق ساقی، مولانا فضل الرحمٰن دھرم کوٹی، حاجی سیف الرحمان، سلیم انصاری، علامہ ریاض چغتائی، مولانا محمد حنیف، مولانا محمد احمد گرواں، مولانا محمد قاسم رحمانی، مولانا عبدالستار حیدری سمیت کئی ایک علمائے کرام نے خطاب کیا۔

تعلیم الاسلام کالج کا پرنسپل مسلمان لگایا جائے

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے سیکرٹری اطلاعات مولوی فقیر محمد نے وزیر اعلیٰ، سیکرٹری تعلیم اور ڈی پی آئی کالج پنجاب سے مطالبہ کیا ہے کہ گورنمنٹ تعلیم الاسلام کالج چناب نگر میں کسی مسلمان ماہر تعلیم کو پرنسپل مقرر کیا جائے اور کسی غیر مسلم قادیانی مرزائی کو پرنسپل نہ لگایا جائے۔ انہوں نے کہا کہ موجودہ مسلمان پرنسپل مقبول احمد 14 اگست سے ریٹائر ہو رہے ہیں۔ مگر ہمارے مطالبہ کے باوجود محکمہ تعلیم نے نیا مسلمان پرنسپل مقرر نہیں کیا۔ جبکہ 1972ء سے اس کالج میں مسلمان پرنسپل تعینات رہے ہیں۔ حکومت محکمہ تعلیم اور حساس اداروں کے سربراہوں سے یہ مطالبہ کیا کہ کسی قادیانی کو پرنسپل نہ لگنے دیا جائے۔

مولانا فقیر محمد کی اہلیہ کا وصال

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت فیصل آباد کے راہنماء مولانا فقیر محمد صاحب کی اہلیہ ۶ ستمبر ۲۰۰۷ء کی شام نیشنل ہسپتال میں انتقال فرماگئیں۔ مرحومہ عرصہ سے ہائی بلڈ پریشر کی مریض تھیں۔ وفات سے گیارہ روز قبل بلڈ پریشر کا شدید اٹیک ہوا۔ نیشنل ہسپتال میں داخل کرایا گیا۔ ڈاکٹر صاحبان نے سرتوڑ کوشش کی۔ لواحقین نے بھی تیمارداری میں کسر نہ چھوڑی۔ لیکن تقدیر الٰہی میں جو لکھا تھا وہی ہونا تھا اور وہی ہوا کہ سب تدبیروں پر تقدیر غالب آئی۔ ۷ ستمبر بروز جمعہ آپ کا جنازہ ہوا۔ شہر کی تمام دینی وسیاسی قیادت شریک جنازہ تھی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم اعلیٰ حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری، مرکزی ناظم امور عامہ حضرت مولانا صاحبزادہ عزیز احمد نے تعزیت کے لئے حاضری دی۔ حق تعالیٰ مرحومہ کو کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائیں اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق نصیب ہو۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضرت مولانا فقیر محمد صاحب کے اس صدمہ میں برابر کے شریک غم اور دعاگو ہے۔ حق تعالیٰ ان کو اپنی رحمتوں اور اطمینان قلب کی نعمت سے سرفراز فرمائیں۔ آمین ثم آمین!

مولانا غلام مصطفیٰ صاحب کے والد گرامی کا وصال

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت چناب نگر کے مبلغ حضرت مولانا غلام مصطفیٰ صاحب کے والد گرامی جناب محمد عباس خان ۴ ستمبر بروز منگل قضائے الٰہی سے انتقال فرماگئے۔ مرحوم پابند صوم وصلوٰۃ تھے۔ تہجد اور تلاوت قرآن مجید کے خوگر تھے۔ تبلیغی جماعت کے ساتھ خاصا وقت گزرا۔ بہت سی خوبیوں کے مالک تھے۔ حق تعالیٰ ان کو کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائیں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضرت مولانا غلام مصطفیٰ اور ان کے خاندان کے اس غم میں برابر کی شریک ہے۔

مولانا محمد صدیق خان ومولانا سراج الدین کا وصال

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اسلام آباد کے سیکرٹری جنرل حضرت مولانا عبدالوحید قاسمی کے برادر حقیقی جناب مولانا محمد صدیق گزشتہ دنوں آزاد کشمیر میں انتقال فرماگئے۔ اسی طرح قلندر آباد میں مجلس کے دیرینہ ساتھی حضرت مولانا سراج دین بھی راہی ملک بقاء ہوئے۔ حق تعالیٰ ان دونوں حضرات کی مغفرت فرمائیں اور پسماندگان کو صبر جمیل کی نعمت سے نوازیں۔ آمین!

احتساب قادیانیت کے سلسلہ میں ضروری گزارش!

مولانا اللہ وسایا

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم ۰ اما بعد! اس وقت تک احتساب قادیانیت کی بیس جلدیں شائع ہوچکی ہیں۔ چالیس کے قریب امت کے اکابر علمائے کرام کے رسائل وکتب (تقریباً پونے تین صد) ان میں آگئے ہیں۔ اللہ رب العزت کی عنایات بے پایاں سے امید ہے کہ یہ سلسلہ مزید بھی جاری رہے گا۔ ان جلدوں میں بغیر کسی تعصب وفرق کے دیوبندی، بریلوی، اہل حدیث، شیعہ، عرب وعجم کے علمائے کرام وصاحب قلم حضرات کے ردقادیانیت پر قلم پاروں کو جمع کیا گیا ہے۔ لیکن اس سلسلہ میں ایک وضاحت ضروری ہے کہ ان جلدوں میں یا آئندہ کی جلدوں میں حضرت مولانا سید پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ، حضرت مولانا احمد رضا خان بریلویؒ، حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ، حضرت مولانا ابوالحسن علی ندویؒ، حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹیؒ جیسے حضرات جنہوں نے ردقادیانیت پر بہت کچھ لکھا وہ احتساب قادیانیت کی ان جلدوں میں جمع نہیں کیا اور نہ آئندہ کرنے کا ارادہ ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ حضرت مولانا سید پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ کی ردقادیانیت پر تمام کتب بڑی عمدہ طباعت کے ساتھ مارکیٹ سے مل جاتی ہیں۔ حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹیؒ کے تمام رسائل کو خود ان کے حلقہ کے رفقاء نے مجموعہ کی شکل میں شائع کردیا ہے اور وہ بازار سے عام طور پر مل جاتے ہیں۔ اسی طرح حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کی ردقادیانیت پر تمام قلمی کاوش کو مجلس تحفظ ختم نبوت نے تحفہ قادیانیت کے نام پر چھ جلدوں میں شائع کردیا ہے۔ جو کتب بازار میں عام طور پر مل جاتی ہیں اور مسلسل ان کی اشاعت جاری ہے۔ ان کو احتساب قادیانیت میں شامل کیا نہ کرنے کا ارادہ ہے اور نہ کرنا چاہئے۔ اس لئے کہ احتساب قادیانیت میں تو صرف ان کتب ورسائل کو شامل اشاعت کیا جاتا ہے جو عام طور پر نایاب یا کمیاب یا ناپید ہوچکے تھے یا ہونے کا خدشہ تھا۔ ان کو محفوظ کیا گیا ہے۔ جیسے احتساب قادیانیت میں حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیریؒ کی اکفار الملحدین، خاتم النبیین، عقیدۃ الاسلام کو شامل نہیں کیا گیا۔ حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ کی ختم نبوت کامل کو شامل نہیں کیا گیا۔ حالانکہ حضرت شاہ صاحبؒ اور حضرت مفتی صاحبؒ کے وہ رسائل جو نایاب تھے ان کو شامل کیا گیا ہے۔ تو ہمارے سامنے صرف اور صرف نایاب کتب ورسائل کو جمع کرنے کا اہتمام ہے۔ نہ کہ تمام کتب کے مجموعہ کو۔ اسی طرح حضرت مولانا ابوالحسن علی میاں ندویؒ کی شہرۂ آفاق کتاب ''قادیانیت'' اردو، عربی، انگلش، بازار میں عام طور پر مل جاتی ہے۔ اس کو بھی احتساب قادیانیت کے مجموعہ میں شامل کرنے کا ارادہ ہے نہ ضرورت۔ ہاں! آپ کے وہ رسائل جو ایک دوبار کسی ضرورت سے شائع ہوئے۔ لیکن بعد میں پھر شائع نہیں ہوئے اور وہ کمیاب ہیں تو ان کو شامل کرنے کی سعادت حاصل کریں گے۔ اسی طرح اس وقت تک کوشش یہ کی ہے کہ جو حضرات اس دنیا سے انتقال فرماگئے ہیں۔ ان کے رسائل اگر نایاب ہیں تو ان کو شائع کیا جائے۔ جو حضرات زندہ ہیں اور اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ان کو لمبی صحت والی زندگی نصیب فرمائیں اور اللہ تعالیٰ ان کو توفیق بخشیں کہ اپنے جملہ رسائل وکتب کو مجموعہ کی شکل میں محفوظ کرجائیں۔ ان زندہ اکابر کے رسائل وکتب کو بھی ہاتھ نہیں لگایا اور نہ ارادہ ہے۔ اس لئے کہ یہ کام خود ان کے کرنے کا ہے۔ جس کا کام اسی کو ساجھے۔ سارے جہاں کا درد ہم اپنے سر کیوں لیں؟۔ امید ہے کہ ان گزارشات کو مدنظر رکھ کر احتساب قادیانیت کو شرف پذیرائی بخشیں گے۔

رؤیت ہلال کا...... مجرب و آسان فارمولا!

قمری مہینوں کے آغاز کا انحصار رؤیت ہلال پر ہے۔ ۲۹ر کی شام کو چاند نظر آ جائے تو اگلے دن یکم ہوگی۔ بصورت دیگر ۳۰ر تاریخ شمار ہوگی۔ تاہم ایک استقرائی قاعدہ یہ بھی ہے کہ سال رواں کے ماہ محرم کے پہلے سات دنوں کو سامنے رکھتے ہوئے درج ذیل خاکہ سے مطلوبہ قمری مہینے کی یکم تاریخ معلوم کی جا سکتی ہے۔ (مجلس ادارت) مثلاً:

- ...... یکم صفر اس دن ہوگی جس دن رواں سال کے محرم کی تیسری تاریخ تھی۔
- ...... یکم ربیع الاوّل اس دن ہوگی جس دن محرم کی چوتھی تاریخ تھی۔
- ...... یکم ربیع الثانی اس دن ہوگی جس دن محرم کی چھٹی تاریخ تھی۔
- ...... یکم جمادی الاوّل اس دن ہوگی جس دن محرم کی ساتویں تاریخ تھی۔
- ...... یکم جمادی الثانی اس دن ہوگی جس دن محرم کی دوسری تاریخ تھی۔
- ...... یکم رجب المرجب اس دن ہوگی جس دن محرم کی تیسری تاریخ تھی۔
- ...... یکم شعبان المعظم اس دن ہوگی جس دن محرم کی چوتھی تاریخ تھی۔
- ...... یکم رمضان المبارک اس دن ہوگی جس دن محرم کی چھٹی تاریخ تھی۔
- ...... یکم شوال المکرّم اس دن ہوگی جس دن محرم کی ساتویں تاریخ تھی۔
- ...... یکم ذیقعدہ اس دن ہوگی جس دن محرم کی چوتھی تاریخ تھی۔
- ...... یکم ذی الحجہ اس دن ہوگی جس دن محرم کی چوتھی تاریخ تھی۔
- ...... آئندہ سال یکم محرم اس دن ہوگی جس دن محرم کے رواں سال کی پانچویں تاریخ تھی۔

(بشکریہ ماہنامہ الحبیب بصیر پور)

حسبی اللّٰہ ونعم الوکیل

حضرت عوف بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں دو شخصوں کا مقدمہ آیا۔ آپ ﷺ نے ان کے درمیان فیصلہ فرمایا یہ فیصلہ جس شخص کے خلاف تھا۔ اس نے فیصلہ نہایت سکون سے سنا اور یہ کہتے ہوئے چلنے لگا: ’’حسبی اللّٰہ ونعم الوکیل‘‘ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اس شخص کو میرے پاس لاؤ اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہاتھ پیر توڑ کر بیٹھ جانے کو ناپسند کرتا ہے۔ بلکہ تم کو چاہئے کہ تمام ذرائع اختیار کرو۔ پھر بھی عاجز ہو جاؤ تو اس وقت کہو کہ: ’’حسبی اللّٰہ ونعم الوکیل‘‘ ﴿میرے لئے اللہ کافی ہے اور کیا خوب کارساز ہے۔﴾ (معارف القرآن ج۲ص ۲۴۳)

MONTHLY LAULAK MULTAN REGD. Number M-108

ختمِ نبوت زندہ باد | فرما گئے یہ ہادیٔ لا نبی بعدی | اسلام زندہ باد

26 ویں دو روزہ سالانہ عظیم الشان

ختمِ نبوّۃ کانفرنس

بمقام مُسلم کالونی چناب نگر

بتاریخ 1 2 نومبر 2007 جمعرات۔ جمعۃ المبارک

زیرِ صدارت
مخدوم المشائخ حضرت اقدس مولانا خواجہ خان محمد صاحب مدظلہ
امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

مہمانِ خصوصی
حضرت سید نفیس الحسینی صاحب مدظلہ العالی
نائب امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

عُنوانات

توحیدِ باری تعالیٰ | سیرۃ خاتم الانبیاء | مسئلہ ختمِ نبوّۃ

حیاتِ عیسیٰ علیہ السلام | عظمتِ صحابہؓ و اہلِ بیت | اتحادِ اُمت

اور ردِّ قادیانیت جیسے اہم موضوعات پر علماء، مشائخ قائدین، دانشور اور قانون دان خطاب فرمائیں گے۔ اہل اسلام سے شرکت کی درخواست ہے

شعبہ نشر و اشاعت عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت چناب نگر تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ

ملتان: 061-4514122 چناب نگر: 047-6212611